Regd L.D. No 861
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۶۱

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ — قادیان

ایڈیٹر: صلاح الدین ملک ایم اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ممالک غیر ۷/۱ روپے
فی پرچہ ۲ر

تواریخ اشاعت ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

جلد ۳ | ۲۱ ظہور ۱۳۳۳ ہجری شمسی ۔ ۲۱ ذوالحجہ ۱۳۷۳ھ ۔ ۲۱ اگست ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۴

مسلم غیر مسلم خوشگوار تعلقات

محترم سردار نرنجن سنگھ صاحب پرنسپل کی تشریف آوری

۱۲ اگست جناب سردار نرنجن سنگھ صاحب پرنسپل کیمپ کالج نئی دہلی سکھ نیشنل کالج قادیان کے کیپٹن کرتار سنگھ اور دو دیگر دوستوں کی معیت میں ہمارے ہاں تشریف لائے اور مکرم مولانا مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری، مکرم صاحبزادہ میاں مسعود احمد خاں صاحب خلف حضرت نواب محمد علی خاں صاحب، مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ، مکرم حکیم خلیل احمد ناظر تعلیم و تربیت و مکرم ملک صلاح الدین صاحب ناظر بیت المال سے ملاقات کر کے بہت محظوظ ہوئے۔ سردار صاحب اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ صاحب کے بھائی ہیں۔ لیکچرار نیشنلسٹ ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے جلد بعد آپ قادیان تشریف لائے۔ آپ کی کوشش تھی کہ قادیان کے کالج کی عمارت میں نیشنل کالج کھولیں جس کی مجلس منتظمہ میں بعض احمدی افراد کو بھی لیا جائے۔ لیکن ان دنوں اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔ آپ نے غیر مسلم طبقہ پر پورا دباؤ ڈال کر قادیان کی فضا کو احمدیوں کے لئے جو نہایت اقلیت میں رہ گئے تھے۔ بہت خوشگوار بنایا اور یہاں سے جانے کے بعد جب کبھی آپ کو پنجاب میں آنے کا موقع ملا آپ قادیان آئے بغیر کبھی واپس نہیں گئے۔ ہمارے ساتھ خوشگوار تعلقات کا تسلسل قائم رہے۔ بھارت کی مختلف اقوام میں اتحاد و اتفاق اس کے بقا اور دن دوگنی رات چوگنی ترقی کے لئے از بس ضروری ہے۔ اور ہر بہی خواہ ملک یقیناً ایسے بزرگوں کی دل و جان سے قدر کرتا ہے۔ ہم ذیل میں بعض واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کا گفتگو میں ذکر آیا۔ اخبارات کا فرض ہے کہ ایسے واقعات شائع کیا کریں۔

سردار صاحب نے بیان فرمایا کہ ۱۹۴۷ء میں مجھے ایک واقعہ پر سردار کپور سنگھ صاحب نے (جو آجکل پیپسو اسمبلی کے سپیکر ہیں) بتایا کہ کسی جگہ بعض سکھوں کے متعلق سننے میں آیا ہے کہ انہوں نے مسلمان عورتوں پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ مجھے اس خبر سے شدید رنج پہنچا۔ اور سوچنے لگا کہ اگر یہ خبر درست ہے۔ تو کیا گورو بابا نانک جی اور گورو گوبند سنگھ جی ایسے سکھ پیدا کرنا چاہتے تھے؟ میں اسی غم و فکر میں ملتان دبیچاں جا رہا تھا۔ تو ایک سکھ نے مجھے غمگین اور آنسو بہاتے دیکھ کر دریافت کیا آیا میرا کوئی رشتہ دار فوت ہو گیا ہے۔ میں نے کہا ہاں آج سکھی مر گئی ہے۔ اس نے پوچھا کیونکر؟ اور میں نے یہ بات سنائی۔ یہ سنتے ہی وہ حد درجہ برافروختہ ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ تم بالشت بھر لنگوٹی پہننے والے (گاندھی جی) کے چیلے معلوم ہوتے ہو۔ پہلے تمہارے جیسے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہیئے۔ میں خاموش رہا۔ لیکن وہ ایک میل تک مجھے مغلظات سناتا رہا۔

سردار صاحب نے سنایا کہ ایک مسلمان خاندان کو میں نے اپنے گھر میں پناہ دی۔ لوگ حملہ کے لئے جمع ہو گئے۔ لیکن ان کو بعض نے یوں سمجھایا۔ کہ یہ ماسٹر تارا سنگھ صاحب کے بھائی ہیں قتل ہو جائیں گے لیکن مسلمان خاندان کو آنچ نہ آنے دیں گے۔ تم نے اس خاندان کو قتل کرنا ہے تو پہلے ماسٹر صاحب کے بھائی کو قتل کرنے کی جرأت کرو۔ اس پر حملہ آور واپس چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد بعض غیر مسلم مجھے ملے۔ اور انہوں نے کہا کہ سردار صاحب آپ ہی نے ہماری زندگی بچائی۔ میں حیران ہوا۔ کیونکہ میں تو ان سے پہلے ہندوستان آ گیا تھا میں نے جان کیونکر بچائی۔ تو معلوم ہوا کہ اس مسلمان نے یہ عہد کر لیا تھا کہ وہ ایک سو غیر مسلموں کی جان بچائے گا۔ چنانچہ اس نے بہت سے غیر مسلموں کو بحفاظت ہندوستان بھجوایا۔

محترم صاحبزادہ میاں مسعود احمد خاں صاحب نے سنایا کہ تقسیم ملک کے بعد جبکہ ہنگامے برپا تھے۔ ایک نہنگ سکھ دو تین مسلمان عورتوں بچوں کو ہمارے ہاں مالیر کوٹلہ میں پہنچا گیا۔ اس نہنگ کو معلوم ہوا تھا کہ فلاں گاؤں میں اس کے ایک دوست کے اہل و عیال ہیں تو وہ وہاں پہنچا اور ان کو لے کر روانہ ہوا۔ جہاں حملہ ہوتا نہنگ اور اس کے ساتھی اونٹ سے ان کو اتار کر لٹا دیتے۔ اور ان کے اوپر خود لیٹ جاتے۔ حملہ آور ان کو اپنی دانست میں ختم کر کے چلے جاتے۔ چنانچہ اس طرح ان کی حفاظت کرتے ہوئے پچاس میل کا فاصلہ طے کر کے ان کو ہمارے ہاں پہنچایا۔ اس نہنگ کی پشت زخموں سے قیمہ ہو چکی تھی۔ اس نے نہ صرف ان عورتوں کو بحفاظت مالیر کوٹلہ پہنچایا۔ بلکہ اس وقت چونکہ مالیر کوٹلہ سے اناج ختم ہو رہا تھا اس نے ایک بوری دانے اور دس سیر گڑ بھی ان کو دیا۔

اخبار احمدیہ

محمود آباد (سندھ) ۵ اگست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ آج کل محمود آباد کے دورہ پر ہیں۔ تمام دورہ میں گرمی بہت شدید ہو گئی۔ جس کی وجہ سے طبیعت بہت خراب ہو گئی۔ آنکھوں میں بھی دکھنے کی وجہ سے تکلیف ہے۔ گلا بھی خراب ہو گیا ہے۔ گرمی دانوں کی تکلیف بھی ہے۔ زخم کی جگہ جو کراچی میں علاج سے بہت کچھ ٹھیک ہو گئی تھی۔ اس جگہ اور اس کے ارد گرد درد دیر ہونے لگ گیا ہے۔ اور بعض دفعہ اسی جگہ گلے میں تشنج پڑ جاتا ہے جیسے بجلی میں کرنٹ کھینچتے ہیں۔ اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

ناصر آباد ۔ ۱۱ اگست ۔ حضور کے زخم کی جگہ پر بہت درد ہے۔ اور اس میں بے حسی بڑھ رہی ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

لاہور سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی نے محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر مقامی قادیان کو تحریر فرمایا:۔

"لمبے عرصہ کے بعد آپ کو خط لکھنے کے قابل ہوا ہوں؟ الحمد للہ کہ پہلے کی نسبت کافی افاقہ ہے مگر ابھی بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور آئندہ کے لئے بھی ڈاکٹروں کی ہدایت ہے کہ آئندہ ہمیشہ بہت احتیاط رکھنی ہو گی۔ یعنی ہر قسم کی جسمانی اور دماغی کوفت سے پرہیز اور حتی الوسع سیڑھیاں چڑھنے سے بھی پرہیز اور بوجھ ڈالنے والی محنت سے پرہیز وغیرہ۔ سو دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو اور خدمت اور عمل کی زندگی سے محروم نہ ہونے دے۔ آمین۔

تمام دوستوں کو سلام پہنچا دیں اور دعا کی تحریک فرما دیں"۔ احباب خاص طور پر دعا فرماتے رہیں۔

لاہور ۔ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سیکرٹری خدمت پنجاب (ابن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب) کو حکومت کی طرف سے ۹ ماہ کے لئے خاص ٹریننگ کی غرض سے عنقریب انگلستان اور امریکہ بھجوایا جا رہا ہے۔ ان کی بیگم صاحبہ محترمہ بھی ساتھ جائیں گی۔ دو ماہ کی ڈیوٹی کے علاوہ ایک ماہ کی زائد رخصت علاج وغیرہ کی غرض سے لی ہے۔ احباب ان کی بخیریت اور بامراد واپسی ۔ علاج میں کامیابی اور ٹریننگ میں سرفرازی کے لئے دعا فرمائیں۔

ربوہ ۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر بیت المال رخصتی شدید طور پر بیمار ہیں احباب ان کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

درخواست دعا ۔ جنوبی مالابار کے ایک گاؤں میں سنی مسلمانوں نے ایک احمدی اور بعض وہابیوں کے خلاف ایک مقدمہ دائر کیا ہوا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ مقامی جامع مسجد اور قبرستان ان کی ملکیت ہے۔ اسلئے احمدیوں اور وہابیوں کو مسجد میں آنے دیا جائے اور نہ ان کے مردے اس قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت ہو۔ اس سلسلہ میں عدالت احمدیہ کی طرف سے جامع مسجد اور قبرستان کو تمام مسلمانوں کیلئے وقف شدہ ہونے اور کسی فرقہ کے حق ملکیت نہ رکھنے کا دعویٰ دائر کیا گیا ہے۔ جنوبی ہند کے مبلغین ان مقدمات کی

قاضی عبدالرحمٰن قادیان پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

کلام الٰہی سے کچھ

ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استویٰ علی العرش یدبر الامر ما من شفیع الا من بعد اذنہ ذٰلکم اللہ ربکم فاعبدوہ افلا تذکرون۔

ترجمہ: تمہارا رب یقیناً اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار فرما ہوا۔ وہ ہر امر کا انتظام کرتا ہے (اسکے حضور میں) کوئی بھی (کسی کا) شفیع نہیں (ہو سکتا) مگر ہاں اس کی اجازت کے بعد۔ وہ (مذکورہ بالا صفات والا) ہے۔ اللہ (اور وہی ہے) تمہارا رب اس لئے تم اسکی عبادت کرو۔ کیا تم پھر بھی باوجود ان باتوں کے نصیحت حاصل نہیں کرو گے ؟

تشریح۔ اس آیت اور بعض دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدائش عالم میں یہ سنت مقرر کی ہے کہ ہر چیز کی تکمیل ساتویں درجہ پر ہوتی ہے۔ چھ درجے خلق کے ہوتے ہیں اور ساتواں تکمیل کا۔

روحانی عالم کی تکمیل کے سات مدارج — رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے کہ یہ روحانی عالم بھی چھ دوروں میں تکمیل کو پہنچیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپکے دعویٰ کے بعد **پہلی** حالت دخان کی تھی یعنی سوائے تاریکی اور دھند کے کچھ نظر نہیں آتا تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپکی بعثت سے بجائے دنیا کو کچھ فائدہ پہنچنے کے الٹا کچھ نقصان ہی ہوا ہے۔ اور تفرقہ اور جنگ زیادہ ہو گیا ہے۔ سب دعاوی بھی مثل دخان کے تھے کہ کوئی ٹھوس چیز ابھی نظر نہ آتی تھی۔ اسکے بعد دوسرا دور آیا اور وہ دخان کچھ کچھ سمٹنے لگا۔ کچھ آدمی آپ پر ایمان لے آئے اور لوگوں کو معلوم ہونے لگا یہ سلسلہ بھی ایک علیحدہ ہستی بن رہا ہے۔ اسکے بعد اندرونی تغیرات شروع ہو گئے۔ اور جس طرح زمین میں زلازل وغیرہ آتے ہیں۔ اسی طرح اسلام کے خلاف جوش پیدا ہوا۔ اور زلازل کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور پھر اسکے بعد اسلام کے پہاڑ یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ وغیرہم تیار ہو گئے۔ اگر زلازل نہ آتے تو ان کے جوہر بھی نہ کھلتے اور یہ بھی اس مقام کو نہ پہنچتے۔

اسکے بعد **پانچواں** دور آیا کہ جس طرح زمین میں نباتات پیدا کرنے کی قابلیت پیدا ہوئی تھی آپ کی تعلیم بھی سرسبز و شاداب نظر آنے لگی اور لوگ محسوس کرنے لگے کہ یہ ایک خوشگوار تعلیم ہے اور مختلف علاقوں میں پھیلنے لگی۔ اسکے بعد جس طرح زمین میں حیوانات پیدا ہونے لگے تھے اسلام کے اندر قوت و طاقت پیدا ہو گئی۔ اور پھر اس نے دشمنوں کے حملوں کا دفاع شروع کر دیا۔

انسان کامل کا ظہور — آخر ساتواں یعنی تکمیل کا دور آیا کہ جس طرح زمین پر انسان پیدا ہوا تھا اور اسکی کل عالم پر حکومت شروع کی تھی خدا تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ اور طاقت بخشی اور اسکی شریعت جاری ہو گئی اور دنیا پر اس نے حکومت کرنی شروع کر دی۔

گویا انسان کامل کا دور شروع ہوا۔ ثم استویٰ علی العرش یدبر الامر سے اس طرف اشارہ کیا کہ جس طرح وہاں پیدائش عالم کے بعد خدا تعالیٰ نے عرش پر قرار فرمایا تھا۔ اسی طرح یہاں ہوگا۔ یعنی اسلام کے قیام کے بعد اللہ تعالیٰ مقام تنزہ کی طرف رجوع کریگا۔ اور صرف اسلام ہی کے ذریعے سے آئندہ روحانی ترقیات حاصل ہونگی۔ جس طرح عالم مادی کے پیدا کرنے کے بعد ہر اک کام تو اپنی نیچر کی وساطت سے ہوتا ہے۔ اور عام حالات میں خدا تعالیٰ براہ راست کوئی تغیر نہیں فرماتا۔

جواہر پارے

صبر مجسم۔ بہادر کون ؟ اسلام لانے کی خوبی

۱۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اے عورت خدا سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے کہا کہ یہاں سے ہٹ جا تجھے میرے جیسی مصیبت نہیں پہنچی۔ اس عورت نے حضرت کو پہچانا نہ تھا کسی نے کہا کہ یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تو وہ آپکے گھر میں آئی۔ اور کہا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ صبر کا ثواب اسوقت ہوتا ہے جبکہ صدمہ تازہ ہو۔ (بخاری)

۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہادر وہ نہیں جو کشتی میں دوسرے کو پچھاڑے بلکہ اصل بہادر تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے (بخاری)

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی کے اسلام کی یہ بھی ایک خوبی ہے کہ آدمی تمام فضول اور بے ضرورت باتوں سے محترز رہے"۔ (ترمذی)

اقوال زریں

"بہترین وظیفہ نماز ہے"

"نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اسمیں حمد الٰہی ہے استغفار ہے اور درود شریف ہے تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر ایک قسم کے غم اور ہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا ہے تو آپ نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اسلئے فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اطمینان سکینت قلب کیلئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں"۔ (فتاویٰ مسیح موعودؑ)

قادیان میں یوم آزادی اور جماعت احمدیہ کی شمولیت

سردار گورنچن سنگھ صاحب باجوہ کی آمد

قادیان ۱۵ر اگست مقامی طور پر اس بات کا اہتمام کیا گیا کہ یوم آزادی کی تقریب دفتر میونسپل کمیٹی قادیان میں منائی جائے اور اس موقعہ پر جھنڈا لہرایا جائے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے کثیر افراد کا جلوس مختلف نعرے بلند کرتا ہوا اپنے محلہ سے روانہ ہوا۔ اور بڑے بازار سے ہوتا ہوا احاطہ کمیٹی مذکور میں پہنچا۔ جہاں ڈاکٹر کدار ناتھ صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا اور جھنڈا لہرانے کی رسم بھی ادا ہوئی۔ اور مقامی پولیس نے سلامی دی۔ بعد میں بعض سرکردہ افراد نے تقاریر کیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے مختصر طور پر اظہار خیال فرمایا۔ اور بالآخر جماعت کی طرف سے مبلغ ۱۰ روپے غرباء اور بیوگان کی امداد کے لئے پیش کئے گئے۔ جسے ارباب حل و عقد نے بعد فیصلہ نور ہسپتال دیئے جانے کا فیصلہ کیا۔ یہ جلسہ پونے گیارہ بجے کے قریب ختم ہوا۔

شام کے چھ بجے جناب سردار گورنچن سنگھ صاحب باجوہ وزیر پبلک ورکس کی آمد پر دوسرا اجلاس ہوا۔ جس میں وزیر صاحب موصوف نے ایک جامع تقریر فرمائی۔ جس میں ہندوستان کی آزادی کے سات سالہ ترقی پر ایک طائرانہ نظر ڈالی۔ اور بتایا کہ اس قسم کی تمام ترقی ہم سب نے مل جل کر حاصل کی۔ اس لئے کسی بھارت نواسی کے لئے یہ مناسب نہ ہوگا کہ یہ کہے کہ ہم نے ترقی کے یہ زینے بلحاظ ہندو یا سکھ یا مسلمان ہونے کے طے کئے ہیں۔ بلکہ یہ سب ترقی ہم سب کی ہندوستانی ہونے کے لحاظ سے ہے۔ اسلئے آئندہ بھی اس قسم کے فرقہ واریت کے خیالات سے الگ تھلگ رہکر متفقہ جدوجہد سے ہم اپنے اصل مقصد کو پا سکتے ہیں۔

آپ نے اپنی تقریر میں خصوصیت سے تحصیل بٹالہ میں گورنمنٹ کی اصلاحات اور ترقیاتی پروگرام اور مساعی کا ذکر کیا۔

اخبار احمدیہ قادیان

۱۵ر اگست یوم آزادی کی تقریب میں جماعت احمدیہ قادیان نے شرکت کی۔ (کوائف الگ درج کئے گئے ہیں)

۱۸ر اگست۔ مکرم شیخ محمد حسین صاحب پنشنر قانونگو بدستور بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمادیں۔

زائرین آمد۔ (۱) ۱۲ر اگست کو محمد شفیق صاحب (پسر منشی محمد صادق صاحب قادیان) ربوہ سے۔ (۲) ۱۳ر اگست کو حافظ نیاز احمد صاحب تاجر انارکلی لاہور (سابق سکونت حصار) (۳) ۱۴ر اگست کو لالہ موسیٰ سے ملک محمد بشیر صاحب ہیڈ کلرک نظارت علیا قادیان کے برادر ملک عبدالرشید صاحب (جو ۶ر اگست کو قادیان سے واپس گئے تھے) اور ربوہ سے مولوی بشیر احمد صاحب سیالکوٹی کلرک دفتر حضرت میاں صاحب۔ (۴) ۱۷ر اگست کو مرزا محمد حیات صاحب مالک دواخانہ رفیق حیات سیالکوٹ (سابق صدر درویشان حلقہ مسجد مبارک) اور چوہدری عبدالرحیم صاحب قائد خدام الاحمدیہ پسر ماسٹر اللہ بخش صاحب زراعت ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ) سیالکوٹ سے اور ربوہ سے مختار احمد صاحب ہاشمی چیف انسپکٹر بیت المال (برادر ممتاز احمد صاحب ہاشمی کلرک دفتر ناظم جائداد قادیان) (۵) میاں قائم الدین صاحب سکنہ گھسیٹ پورہ چک ۴۹ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور (سابق متوطن شکار ماچھیاں ضلع گورداسپور) تشریف لائے۔

واپسی (۱) ۱۵ر اگست کو حافظ نیاز احمد صاحب

(۲) ۱۶ر اگست کو مولانا مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری۔ مولوی غلام باری صاحب سیف شاہد اور عبدالوہاب صاحب آدم افریقی۔

(۳) ۱۹ر اگست کو مولوی بشیر احمد صاحب فاضل سیالکوٹی واپس تشریف لے گئے۔

درخواستہائے دعا۔ (۱) عبدالباری صاحب سلواہ (کشمیر) کسی تکلیف میں مبتلا رہیں (۲) شیخ صالح محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ ممباسہ کی اہلیہ محترمہ عرصہ سے بیمار ہیں جس سے ان کو پریشانی ہے۔ احباب ہر دو کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

محبت الٰہی پیدا کرنے کے ذرائع

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ

اب میں بتاتا ہوں کہ محبت الٰہی پیدا کرنے کے لئے کن ذرائع کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ

(۱)

اوّل صفاتِ الٰہی کا ورد کرنے سے جسے ذکر کہتے ہیں، محبت پیدا ہوتی ہے یعنی سبحان اللہ الحمد للہ۔ اللہ اکبر اور اسی طرح یا حیّ یا قیوم یا ستار یا غفار وغیرہ بنائے ہوئے اسماء الٰہیہ عام طور پر قرار دیئے جاتے ہیں۔ بعض نے سو یا ایک سو ایک نام بھی لکھے ہیں۔ مگر ہیں وہ بہت زیادہ۔ بہر حال صفاتِ الٰہیہ کے ذکر کرنے سے محبت الٰہیہ پیدا ہوتی ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ یہ سب سے پہلا درجہ ہے اس لئے کہ یہ تکلّف کا درجہ ہے۔ ہم کہتے ہیں سبحان اللہ۔ ہم کہتے ہیں۔ اللہ اکبر۔ اور اس طرح ہم اللہ تعالیٰ کا نام لیتے اور اس کی صفات کا بار بار ذکر کرتے ہیں۔ لیکن نام لینے سے یقین اور ایمان میں ترقی نہیں ہوتی۔ ہم ایک مضمون تو اپنے سامنے لاتے ہیں مگر یہ کہ ہمارا قلب بھی اُس مضمون کو تسلیم کر لیتا ہے یا نہیں یہ دوسری بات ہے۔ ہم ایمان لے آئے خدا کی باتوں پر۔ ہم ایمان لے آئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر اور ہم نے کہا خدا بڑا غفار ہے خدا بڑا ستار ہے یا خدا بڑی شان کا مالک ہے یہ ہمارے دماغ کی تسلی کا تو ثبوت ہے۔ ملیکن ہمارے دل کی تسلی کا ثبوت نہیں۔ ہم جب سبحان اللہ کہتے ہیں یا الحمد للہ کہتے ہیں یا ستار اور غفار کہتے ہیں تو ایک عقلی چیز اپنے سامنے لاتے ہیں اور عقلی چیز کا لازمی نتیجہ محبت نہیں ہوتی۔ مثلاً ہم شیر کو مانتے ہیں مگر شیر کے ماننے سے محبت پیدا نہیں ہو جاتی اسی طرح ہم انگلینڈ اور امریکہ کا بار بار ذکر سنتے ہیں تو انگلینڈ اور امریکہ سے محبت نہیں کرنے لگ جاتے۔ اسی لئے اس کو ذکر کہتے ہیں یعنی یہ تکلّف اور بناوٹ کی محبت ہے۔ جیسے اقلیدس والا کہتا ہے کہ فرض کرو یہ لکیر فلاں لکیر کے برابر ہے اس طرح وہ فرض سے شروع کرتا ہے اور سچائی کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ ایک شخص مصنوعی طور پر رونا شروع کرتا ہے تو آہستہ آہستہ سچ مچ رونے لگ جاتا ہے۔ کئی مائیں اپنے بچوں کو ڈرانے لگتی ہیں تو بعد میں وہ خود بھی ڈرنے لگ جاتی ہیں۔ عربوں میں ایک قصہ مشہور ہے کہ کوئی لڑکا تھا جسے باقی لڑکے سخت تنگ کرتے اور اُسے مارتے رہتے تھے۔ جب وہ بہت ہی تنگ آجاتا تو اُن سے پیچھا چھڑانے کے لئے کہتا کہ تمہیں کچھ پتہ بھی ہے آج فلاں رئیس کے ہاں ولیمہ کی دعوت ہے۔ یہ سنتے ہی بچے اُس طرف دوڑ پڑتے اور اُسے چھوڑ دیتے۔ اُن کے جانے کے بعد اس کے دل میں خیال آتا کہ شاید وہاں سچ مچ دعوت ہو اور یہ لڑکے کھا آئیں اور میں محروم رہ جاؤں اس خیال کے آنے پر وہ خود بھی اُسی طرف بھاگ پڑتا۔ ابھی وہ نصف راستہ ہی میں ہوتا کہ لڑکے ناکام واپس آرہے ہوتے اور وہ غصہ میں اُسے پھر پکڑ لیتے اور خوب مارتے۔ جب وہ بہت ہی تنگ آجاتا تو پھر اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے چاہتا کہ اُنہیں کوئی دھوکہ دے۔ چنانچہ وہ اُن سے کہتا کہ اصل میں میں نے تم سے جھوٹ بولا تھا دعوت اُس رئیس کے ہاں نہیں تھی بلکہ فلاں رئیس کے ہاں تھی۔ یہ سُن کر لڑکے اُس دوسرے رئیس کے مکان کی طرف دوڑ پڑتے۔ مگر اُن کے جانے کے بعد پھر اُس کے دل میں شبہ پیدا ہوتا کہ گو میں نے دھوکا دیا ہے۔ مگر شاید اُس رئیس کے ہاں دعوت ہی ہو اس خیال کے آنے پر وہ خود بھی اُسی طرف دوڑ پڑتا۔ اور خود بھی دھوکا کھا جاتا۔ تو بسا اوقات بناوٹ سے بھی یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی نماز میں رونے والی شکل بنائے تو آہستہ آہستہ اُسے رونا آ جاتا ہے۔ پس ذکر الٰہی تصنع والی محبت کا مقام ہے۔ اصل میں اس کا دماغ خدا کو سبحان مانتا ہے۔ اس کا دماغ خدا کو ستار اور غفار مانتا ہے۔ اس کا اپنا جذبہ خدا تعالیٰ سے نہیں ہوتا۔ لیکن جب یہ کہنا شروع کرتا ہے کہ یا ستار یا غفار تو محبت الٰہی کا کوئی نہ کوئی چھینٹا اس پر بھی آپڑتا ہے۔ جیسے کیچڑ اُچھالا جائے تو کچھ کیچڑ اپنے اوپر بھی آپڑتا ہے یا شکر کی بوری بھرتے ہیں تو شکر کے چند دانے بوری بھرنے والے کے منہ میں بھی چلے جاتے ہیں۔ غرض اسی طرح ہوتے ہوتے مصنوعی محبت حقیقی محبت کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے کہ فاذکرونی اذکرکم (البقرہ ع۱۸) تم میرا ذکر کیا کرو گے۔ تو ہوتے ہوتے ایسا مقام تمہیں حاصل ہو جائے گا کہ میں تمہیں یاد کرنے لگ جاؤں گا۔

(۲)

دوسرا ذریعہ صفاتِ الٰہیہ پر غور کرنا ہے جسے صوفیاء کی اصطلاح میں فکر کہا جاتا ہے ایک ہے سبحان اللہ۔ الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنا اور ایک ہے سوچنا اور غور کرنا کہ خدا سبحان کس طرح ہے۔ خدا تمام تعریفوں اور محامد کا مستحق کس طرح ہے۔ یہ جو صفاتِ الٰہیہ کا ورد کیا جاتا اور اُن کا ایک رنگ میں ایریشن کیا جاتا ہے اس کو ذکر کہتے ہیں۔ خالی اللہ اکبر کہنا ذکر ہے۔ لیکن اکبر پر بحث شروع کر دینی کہ اللہ کس طرح بڑا ہے یہ فکر ہے جب انسان فکر کرے گا تو اس کے سامنے سوال آئے گا کہ اللہ کس طرح بڑا ہوا۔ آج تو امریکہ سب سے بڑا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو کچھ بھی امریکہ کہتا ہے وہی ساری دنیا کرنے لگ جاتی ہے۔ اور مسلمان اپنی حکومتوں کے باوجود اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکتے۔ جب وہ سوچے گا تو اُسے خود ہی یہ جواب سمجھ آئے گا کہ امریکہ کو جو بڑائی ملی ہے یہ اُسے کس نے دی ہے اور کیوں دی ہے۔ جب وہ غور کرے گا تو اُسے معلوم ہو گا کہ امریکہ کو خدا نے ہی بڑائی دی ہے۔ اور اس لئے بڑائی دی ہے کہ اُس نے فلاں فلاں اعمال کئے اور مسلمان اس لئے گر گئے کہ انہوں نے اُن اعمال کو ترک کر دیا۔ غرض اس طرح جب وہ سوچے گا تو اس کا دل اس یقین اور ایمان سے لبریز ہو جائے گا۔ کہ اکبر اللہ ہے امریکہ نہیں۔ اس غور اور تدبّر کو فکر کہتے ہیں اور یہ مقام تفصیل کا مقام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ھمّ قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکفّ ایدیھم عنکم واتقوا اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون (مائدہ ع۲) اے مومنو! یاد کرو، میرے ناموں کو نہیں۔ میری صفات کو نہیں بلکہ نعمۃ اللہ علیکم جو انعام میں نے تم پر اپنی کسی خاص صفت کے ماتحت کئے ہیں۔ اُن کی تفصیلات پر غور کرو۔ یہ دسوچو کہ میں نے تمہیں کھانا دیا اور کپڑے دیئے بلکہ یہ سوچو کہ دنیا تمہارے لئے کیا کر رہی تھی اور میں نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا اذ ھمّ قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم کس طرح ایک قوم تمہیں تباہ کرنے کے لئے اُٹھی اور اُس نے اپنی ساری قوتیں تمہارے خلاف جمع کر لیں۔ کیا کیا قدرتیں تھیں جو اُن کو حاصل تھیں فکفّ ایدیھم عنکم لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اُس کے سارے منصوبوں میں اُس کے ہاتھ روک دیئے۔ اور تمہیں اُس کے حملوں سے محفوظ کر دیا۔ یہ تدبر ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا ہے۔ یعنی خالی زبان سے رحمٰن یا رحیم نہ کہا جائے۔ بلکہ یہ سوچا جائے کہ تم بیماری سے مرنے لگے تھے۔ سارے حالات تمہارے خلاف جمع تھے۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچا لیا۔ اور تمہیں صحت عطا کر دی۔ فرض کرو کوئی شخص جنگل میں جا رہا ہے۔ اور وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا ہے جس میں اپریشن ضروری ہے۔ تو ایسی حالت میں اگر اچانک گھوڑے پر سوار کوئی ڈاکٹر اُس کے پاس آجاتا ہے۔ اور وہ اُس کا علاج کرتا ہے۔ جس سے وہ اچھا ہو جاتا ہے۔ تو ہر شخص کہے گا کہ یہ ڈاکٹر نہیں آیا بلکہ خدا اپنے بندہ کے پاس چل کر آیا ہے۔ ایسے ہی نشانات ہوتے ہیں جو انسان کو کھینچ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں۔ اور اُسے فرش سے اُٹھا کر عرش تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور انہی نشانات پر غور انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کر دیتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیت میں اسی طرف توجہ دلائی ہے کہ تم غور کرو اور سوچو کہ آیا تمہارے ساتھ، تمہارے دوستوں کے ساتھ یا تمہارے بزرگوں اور عزیزوں کے ساتھ تو ایسے واقعات گزرے ہیں یا نہیں۔ جن میں اس کی قدرت کا ہاتھ دکھائی دیتا تھا۔ جب تم ایسے واقعات پر غور کرو گے تو تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ یہ پہلے مقام سے اونچا مقام ہے۔ ذکر میں تکلّف پایا جاتا ہے لیکن فکر میں تکلّف نہیں ہوتا بلکہ ایک حقیقت سامنے ہوتی ہے۔

(۳)

تیسرے مخلوق الٰہی کی خیر خواہی اور اُس سے محبت کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ وہ طریق ہے جس میں انسان خدا تعالیٰ کو ایک رنگ میں مجبور کرتا ہے کہ وہ میرے دل میں اپنی محبت ڈال۔ جیسے تم خدمت اور محبت سے دوسرے کے دل میں محبت پیدا کر دیتے ہو۔ تم ریل میں سفر کرتے ہو گاڑی میں سخت بھیڑ ہوتی ہے۔ تمہارے لئے بیٹھنے کو کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ ایک شخص گلا پھاڑ پھاڑ کر کہہ رہا ہوتا ہے۔ کہ کمبخت یہ ریل ہے یا ڈربہ۔ جو آتا ہے اسی ڈبہ میں آجاتا ہے اُس وقت اگر تم ایک کیلا نکال کر اُسی شخص کے بچہ کو دے دو تو اُسی وقت اُس کا غصہ جاتا رہے گا۔ اور وہ کہے گا تشریف لائیے اور پھر وہ تم سے محبت کے ساتھ باتیں کرنے لگ جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے

لئے مخلوق الٰہی سے اگر نیک سلوک کرو تو اللہ میاں تم سے آپ کہیں گے کہ آؤ میاں میرے پاس بیٹھو۔ اصل صوفیاء نے اسی کا نام عشق مجازی رکھا تھا۔ لیکن جھوٹے صوفیاء نے افراد کی محبت اور اُن سے عشق کا نام عشق مجازی رکھ لیا۔ حالانکہ جب صوفیا نے یہ کہا تھا کہ عشق حقیقی پیدا کرنے کے لئے عشق مجازی ضروری ہے تو اُن کا مطلب صرف یہ تھا کہ بندوں کی حقیقی محبت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ نہ یہ کہ کسی حسین لڑکے یا حسین عورت سے جب تک محبت نہ کی جائے اللہ تعالیٰ بھی انسان سے محبت نہیں کر سکتا۔ یہ ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا نکتہ تھا۔ جسے گندی شکل دے کر جاہلوں اور اوباشوں نے دین کی ہتک کی اور اپنی عیش رانی کی راہ نکال لی۔ درحقیقت یہ محبت بسیط ہے۔ یعنی کسی خاص شخص کی محبت نہیں بلکہ بنی نوع انسان بلکہ مخلوقات کا تصور کر کے یہ خیال کرتا کہ یہ میرے خدا کے پیارے ہیں مجھے خدا تعالیٰ تو نہیں ملتا چلو میں اِن سے محبت کر دوں اس محبت کا سرچشمہ ہے۔ ایسی محبت کرتے کرتے یکدم محبتِ الٰہی شعلہ مار کر تیز ہو جاتی ہے۔ پس بے شک یہ درست ہے کہ عشق مجازی کے بغیر عشق حقیقی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن عشق مجازی کے صرف اس قدر معنے ہیں کہ جب تک انسان بنی نوع انسان کی محبت اور اُن کے لئے قربانی اور ایثار کا مادہ اپنے اندر پیدا نہیں کرتا اُس وقت تک خدا تعالیٰ اُس سے محبت نہیں کر سکتا۔ اس لئے صوفیاء نے کہا ہے کہ بنی نوع انسان خدا کے عیال ہیں جس طرح تمہیں اپنے بچوں سے محبت ہے اسی طرح خدا کو بھی اپنی مخلوق سے محبت ہے پس مخلوق سے محبت کر کے خدا کی محبت بھی پیدا ہوتی ہے اور خدا کی محبت سے مخلوق کی محبت بھی پیدا ہوتی ہے

حدیث قدسی میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض بندوں سے کہے گا کہ جب میں بھوکا تھا تو تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ جب میں پیاسا تھا تو تم نے مجھے پانی پلایا اور جب میں بیمار تھا تو تم نے میری عیادت کی۔ بندے کہیں گے خدایا تو کب بھوکا ہوا کہ ہم تجھے کھانا کھلاتے تو کب پیاسا ہوا کہ ہم تجھے پانی پلاتے۔ تو کب ننگا ہوا کہ ہم تجھے کپڑے پہناتے۔ تو کب بیمار ہوا کہ ہم تیری عیادت کرتے تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے کچھ بندے دنیا میں ایسے تھے جو بھوک کے دکھ پاتے اور ننگے اور بیمار رہتے اور تم نے اُن کی خدمت کی پس گویا تم نے میرے بندوں کے ساتھ یہ سلوک کیا مگر یہ ایسا ہی تھا کہ گویا تم نے مجھ سے یہ سلوک کیا ہے۔ (مسلم جلد ۲ کتاب البر والصلۃ والآداب باب فضل عیادۃ المریض) اس مثال سے بھی ظاہر ہے کہ مخلوق کی محبت سے خالق کی محبت ملتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران میں فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران ع ۱۵) جب کوئی شخص محسن ہو جاتا ہے اور بنی نوع انسان سے حسن سلوک کرنے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اُس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ جب تم کسی سے محبت کرنے لگو تو بتاؤ کہ کیا تمہارا دل چاہتا ہے کہ تم تو اُس سے محبت کرو لیکن وہ تم سے محبت نہ کرے۔ جب تم کسی سے محبت کرو گے۔ تو لازمی تمہارا دل چاہے گا کہ وہ بھی تم سے محبت کرے۔ لیکن دنیا میں تو یہ ہو سکتا ہے کہ تم زید سے محبت کرو اور زید تم سے محبت نہ کرے۔ تم ایک شخص کو چاہو اور وہ تمہیں نہ چاہے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا ایک بات چاہے اور وہ نہ ہو۔ جب خدا کہتا ہے کہ جو شخص محسن ہو جاتا ہے میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو یہ ناممکن ہے کہ تم محسن بنو اور خدا تم سے محبت نہ کرے اور اس کی محبت کے نتیجہ میں تمہارے دل میں بھی ضرور محبت پیدا ہو گی اور تم بھی اُس سے محبت کرنے لگ جاؤ گے۔ یہ تو عام قاعدہ بھی ہے مگر خدا تعالیٰ کی تو یہ شان ہے کہ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ (یٰسٓ ع ۵)۔

(۴)

گناہ پر ندامت کی عادت ڈالنا یعنی کوئی گناہ ایسا نہ ہو جس کے بعد ندامت نہ ہو۔ اس سے بھی محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے کیونکہ جو شخص گناہ پر نادم ہو اُس کے اندر آہستہ آہستہ حسن کے دیکھنے اور قدر کرنے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو شخص گناہ کرتا ہے۔ اور پھر اُس کے اندر ندامت پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اُس نے بُری تصویر دیکھی مگر اُس نے سمجھا ہی نہیں کہ وہ بری تصویر ہے۔ اور جس میں ندامت پیدا ہوتی ہے اُس کے متعلق ماننا پڑے گا کہ اُس میں یہ احساس ہے کہ وہ بُری چیزوں کو بُری سمجھتا ہے۔ اور جب وہ بُری چیزوں کو بُری سمجھے گا تو لازماً اچھی چیز دیکھ کر اُسے اچھی سمجھے گا۔ جب یہ مادہ کسی شخص کے اندر پیدا ہو جائے اور وہ حسن کو دیکھنے لگے تو پھر خدا تعالیٰ کی محبت کا دروازہ آپ ہی کھل جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سب سے بڑا محسن اور سب سے بڑا حسین ہے۔ اسی لئے فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ (بقرہ ع ۲۸) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(۵)

جو انسان اپنے دل میں یہ یقین پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ دعا کے بغیر میرے کام نہیں ہو سکتے۔ اُس کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص اس خیال کو اپنے دل میں مرکوز کر لے گا وہ لازماً دعاؤں کی طرف زیادہ توجہ کرے گا۔ کہے گا فلاں کام دعا سے ہوا ہے آؤ میں بھی اُس سے دعا کر دوں۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کا احسان اُس کے زیادہ قریب آ جائے گا۔ یوں تو خدا تعالیٰ نے ہی سورج اور چاند اور ستارے اور ہوا اور دوسری ہزاروں ہزار چیزیں پیدا کی ہیں اور انسان جانتا ہے کہ یہ سب خدا تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ لیکن جب یہ بات نظر کے سامنے آتی ہے۔ کہ میں نے فلاں چیز مانگی اور خدا نے دے دی۔ میں نے فلاں چیز مانگی اور خدا نے دے دی۔ تو جو اثر یہ چیزیں پیدا کرتی ہیں وہ سورج اور چاند اور ستارے پیدا نہیں کرتے۔ پس دعا کی طرف توجہ کرنا بھی محبت الٰہی پیدا کرتا ہے۔ بے شک شروع میں تکلف والا حصہ آئے گا۔ لیکن جب یہ بار بار دعائیں مانگے گا تو لازماً اس کی دعائیں قبول ہوں گی۔ اور اس کی وجہ سے احسان جس سے محبت پیدا ہوتی ہے ننگا ہو کر اُس کے سامنے آ جائے گا۔ اور اس کے دل میں بھی محبت الٰہی پیدا ہو جائے گی۔ اس کی طرف بھی اوپر کی آیت اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ کے دوسرے معنوں نے اشارہ کیا ہے۔ تَوَّابِیْنَ کے دو معنے ہیں ایک توبہ کرنے والوں کے اور دوسرے تَوَّاب اُس شخص کو کہتے ہیں جو بار بار اُس کی درگاہ میں جاتا ہے۔ پس جو شخص بار بار اُس کی درگاہ میں جاتا ہے اُس کے دل میں بھی خدا تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے پھر یہ بات بھی فطرت انسانی میں داخل ہے کہ جب انسان مانگتا ہے تو عجز کرتا ہے۔ اور جب عجز کرتا ہے تو اُس کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح بھی توّاب خدا تعالیٰ کی محبت کا جاذب بن جاتا ہے

(۶)

ایک ذریعہ محبت کا تحریک و تحریص بھی ہوتا ہے۔ جب بار بار کسی حسین چیز کا ذکر کیا جائے تو لوگوں کو سن سن کر بھی محبت پیدا ہو جاتی ہے عربوں میں قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے کسی کتاب میں پڑھا کہ اُستادوں سے دوستانہ تعلقات نہیں رکھنے چاہئیں۔ کیونکہ وہ بیوقوف ہوتے ہیں۔ اُس کے ایک اُستاد سے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ جو ایک لمبے عرصہ تک قائم رہے اور وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ اُستاد تو بڑے اچھے ہوتے ہیں معلوم نہیں لکھنے والے نے یہ کس طرح لکھ دیا کہ اُستاد بے وقوف ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ وہ اُن سے کچھ عرصہ کے بعد ملنے کے لئے گیا تو اُسے معلوم ہوا کہ اُستاد صاحب بیمار ہیں۔ اُس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ کب سے بیمار ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ مدت ہو گئی وہ تو گھر سے نکلتے ہی نہیں وہ سخت پریشان ہوا اور آخر دریافت حالات کے لئے اُن کے مکان پر پہنچا۔ بیوی نے اُن سے کہا کہ آپ اُن کے اچھے دوست ہیں۔ آپ نے خبر بھی نہیں لی کہ اُن کا کیا حال ہے۔ وہ تو مرنے کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اسے سُن کر بہت افسوس ہوا۔ اور اُس نے کہا کہ پردہ کروا دیں تا کہ میں خود اُن سے حال دریافت کر سکوں۔ چنانچہ وہ اندر گیا۔ دیکھا تو واقعہ میں اُستاد صاحب بڑے مضمحل اور کمزور ہو چکے تھے۔ اور ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ رہ گئے تھے۔ اُس نے پوچھا کہ آپ کو بیماری کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ بیماری کی کچھ سمجھ نہیں آتی۔ بہت علاج کروایا ہے مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ اُس نے کہا آخر کچھ تو بتلائیے کہ یہ بیماری آپ کو شروع کس طرح ہوئی ہے؟ اس نے کہا بات یہ ہے کہ جب میں کتابیں پڑھتا ہوں اُن میں محبت اور عشق کے واقعات دیکھتا تھا تو میرے دل میں بھی بار بار خیال آتا تھا کہ مجھے بھی محبت کرنی چاہیئے۔ مگر میں سمجھتا تھا کہ میری محبت کسی معمولی عورت سے نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں جو سب سے زیادہ حسین عورت ہو گی اُس سے میں محبت کروں گا۔ چنانچہ ایک دن میں اپنی گلی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص میرے پاس سے گذرا اور اُس نے ایک شعر پڑھا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ اُمِّ عمرو ایسی حسین عورت ہے کہ ساری دنیا اُس پر عاشق ہے۔ میں نے کہا کہ بس عشق کرنا ہے تو اُمِّ عمرو سے ہی کرنا ہے۔ چنانچہ میں نے اُس سے محبت کرنی شروع کر دی۔ اُس نے کہا۔ یہ تو فرمائیے آپ نے اُمِّ عمرو دیکھی بھی تھی یا نہیں؟ کہنے لگا میں نے دیکھی تو نہیں لیکن جب ساری دنیا اُس سے محبت کرتی تھی تو میں نے سمجھا کہ میں بھی اس سے کیوں نہ محبت کروں چنانچہ میں اپنی

محبت اور عشق میں ترقی کرتا چلا گیا اور دل میں بار بار حسرت پیدا ہوتی تھی کہ اُمّ عمرو کا مجھے وصال حاصل ہو۔ مگر مدتیں گذر گئیں اور اُمّ عمرو کا کچھ پتہ نہ چلا۔ ایک دن میں پھر اپنی گلی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص گذرا۔ اور اُس نے یہ شعر پڑھا کہ

لقد ذهب الحمار بأم عمرو
فما رجعت ولا رجع الحمار

کہ اُم عمرو کو گدھا لے کر چلا گیا اور اس کے بعد وہ نہ لوٹی اور نہ گدھا لوٹا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ جو لوٹی نہیں تو ضرور مر چکی ہے۔ چنانچہ اُس دن سے میں چارپائی پر پڑا ہوں۔ اور حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ آپ خود ہی انصاف فرمائیں کہ جب محبوب ہی نہ رہا تو اس دنیا میں زندہ رہ کر کیا کرنا ہے۔ وہ یہ قصہ سُن کر لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوئے وہاں سے اُٹھا۔ اور کہنے لگا کتاب میں سچ لکھا تھا کہ اُستاد بے وقوف ہوتے ہیں۔

تو حقیقت یہ ہے کہ بار بار کسی چیز کا ذکر سننے سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔ بار بار یہ کہنا کہ خدا بڑا پیارا ہے۔ خدا بڑا محسن ہے۔ خدا بڑا مہربان ہے۔ خدا ہم سب کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ خدا ہم سب کو روزی دیتا ہے۔ خدا ہماری دعائیں سنتا ہے۔ خدا ہماری مشکلات دور کرتا ہے۔ اسی طرح وعظ و نصیحت کی مجالس منعقد کرنا اور خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کی ترغیب دلانا یہ چیزیں ایسی ہیں جو رفتہ رفتہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کر دیتی ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو جہاں سخاوت کا ذکر آئے گا لوگ فوراً کہہ اُٹھیں گے کہ حاتم بڑا سخی تھا حالانکہ نہ اُنہوں نے حاتم کو دیکھا نہ اُس کے حالات پڑھے محض اس لئے کہ لوگوں کی زبان پر حاتم کا بار بار ذکر آتا ہے ہر شخص حاتم سے محبت کرتا ہے۔ اسی طرح ایک پنجابی جو نہ یونان کا نام جانتا ہے نہ اُس ملک کے حالات سے واقفیت رکھتا ہے فوراً کہہ دے گا کہ تو بڑا افلاطون بنا ہے یا جب کوئی شخص اپنی بہادری کی ڈینگیں مارے تو لوگ کہتے ہیں بڑا رستم بنا پھرتا ہے۔ حالانکہ کہا جاتا ہے کہ رستم کوئی حقیقی وجود نہ تھا۔ محض قصہ کہانیوں میں بہادری کے ذکر کے لئے ایک نام تجویز کر لیا گیا ہے۔ پھر اور باتوں کو جانے دو۔ زلیخا کے حُسن کے اتنے قصے مشہور ہیں کہ جن کی کوئی حد ہی نہیں۔ اچھے معقول اور تعلیم یافتہ آدمیوں نے بعض دفعہ مجھ سے پوچھا ہے کہ کیا یہ سچ ہے کہ زلیخا اتنی حسین تھی کہ اُس سے بڑھ کر اور کوئی حسین عورت نہ تھی؟ اب زلیخا مر کے مٹی بھی ہو گئی مگر اُس کے حسن کا چرچا باقی ہے۔ کیونکہ لوگوں میں اس کا بار بار ذکر آتا ہے۔ اسی طرح لیلیٰ ضرور اچھی ہوگی لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ہماری کئی نوکرانیاں اُس سے اچھی ہوں۔ مگر اس وجہ سے کہ بار بار لیلیٰ کا ذکر آتا ہے۔ اُس کا دماغوں پر ایسا نقش کھنچ گیا ہے۔ کہ انسان خیال کرتا ہے کہ لیلیٰ سے بڑھ کر کوئی خوبصورت عورت ہو ہی نہیں سکتی۔ پس کسی کا اچھا ذکر سُن سُن کر بھی اُس سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب ہماری عقل بتاتی ہے کہ خدا سب سے اچھا ہے تو اگر قوم میں اس امر کو جاری کیا جائے۔ کہ محبت الٰہی کا ذکر بار بار ہو اور لوگوں کو تحریک کی جائے کہ وہ خود بھی ذکر و فکر کریں اور دوسروں سے بھی کروائیں اور اس ذکر کو عام کرنے کے لئے وعظ و نصیحت کی مجالس منعقد کی جائیں اور بچوں کے کانوں میں بھی یہ باتیں ڈالی جائیں بیویوں کے کانوں میں بھی یہ باتیں ڈالی جائیں۔ ماں باپ کے کانوں میں بھی یہ باتیں ڈالی جائیں تو غیر شعوری طور پر لوگوں کے دلوں میں محبت الٰہی پیدا ہو جائے گی۔ اور قوم میں ایسے لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں نظر آنے لگیں گے۔ جو خدا کے نام پر سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابر میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیثیت ہی کیا ہے۔ مگر اس وجہ سے کہ عیسائی بچپن سے ہی اپنی قوم کے افراد کے دلوں میں یہ نقش کرتے رہتے ہیں۔ کہ عیسیٰ بڑا ہے۔ کوئی عیسائی بھی خواہ وہ دہریہ ہی کیوں نہ ہو یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیسےٰ پر فضیلت دی جائے۔ میں جب انگلستان گیا تو ایک عیسائی ڈاکٹر جو دہریہ تھا مجھ سے ملنے کے لئے آیا۔ اور اُس نے مذہبی گفتگو شروع کر دی مگر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بڑی بیباکی کے ساتھ حملہ کر دیتا تھا۔ تین چار دفعہ تو میں نے برداشت کیا مگر جب بار بار اُس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا تو میں نے کہا کیا تم جانتے نہیں عیسیٰ میں فلاں فلاں نقص تھے جن کو انجیل سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ جب میں نے عیسیٰ کا نام لیا۔ تو وہ آگ بگولہ ہو گیا۔ اور کہنے لگا عیسیٰ کا نام نہ لیں۔ یہاں عیسیٰ کا ذکر کیا ہے۔ میں عیسیٰ کے متعلق کوئی بات نہیں سُن سکتا میں نے کہا تم اگر عیسیٰ کے متعلق کوئی بات نہیں سُن سکتے۔ تو میں بھی محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی بات نہیں سُن سکتا۔ وہ دہریہ تھا مگر اس وجہ سے کہ بچپن سے اس کے کانوں میں یہ بات ڈالی جاتی رہی تھی کہ عیسیٰ سب سے بڑا ہے باوجود دہریہ ہونے کے وہ اس بات کو برداشت نہ کر سکا کہ عیسیٰ پر اعتراض کیا جائے۔ اسی طرح جب میں حج کے لئے گیا۔ تو جس جہاز میں میں نے سفر کیا اسی میں تین بیرسٹر بھی سفر کر رہے تھے۔ ایک ہندو تھا اور دو مسلمان۔ مگر وہ دونوں دہریہ تھے۔ خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ میرے ساتھ اُن کی لمبی بحث رہی۔ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی پر بار بار مذاق اُڑاتے اور بعض دفعہ ایک تنکا نکال کر سامنے رکھ دیتے۔ کہ اگر تمہارے خدا میں طاقت ہے تو وہ یہ تنکا ہلا کر دکھائے۔ ہندو بیرسٹر بھی اُن اعتراضات میں ان کا شریک ہوا کرتا تھا۔ ایک دن اسی بحث کے دوران میں جبکہ ہندو بیرسٹر باتیں کر رہا تھا۔ اُس نے مثال میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی گستاخی سے ذکر کر دیا لیکن اس کا یہ ذکر کرنا تھا کہ وہ دونوں بیرسٹر جو خدا کی ہستی پر سارا دن مذاق اُڑاتے رہتے تھے یکدم غصہ کے ساتھ اُس سے کہنے لگے۔ کہ دیکھو میاں! اب اگر تم نے محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا نام نہیں لینا ورنہ ہماری اور تمہاری دوستی بالکل لوٹ جائیگی۔ اُس نے کہا جب تم خدا کو ہی نہیں مانتے تو رسول کے ماننے کا سوال کیسا ہو۔ وہ کہنے لگے کچھ ہو خدا کو جو مرضی ہو کہہ لو مگر محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہم کوئی بات برداشت نہیں کر سکتے اب اس کی وجہ کیا ہے وجہ یہی ہے کہ ماں باپ نے بچپن سے "تحفظ ختم نبوت" کی تلقین کی ہوئی ہوتی ہے۔ اور چونکہ بچپن سے وہ سنتے چلے آتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے بڑے ہیں۔ اسلئے وہ یہ بحث تو کریں گے کہ خدا ہے یا نہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف وہ کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ تو بار بار سننے سے بھی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حببوا اللہ الی عبادہ یحببکم اللہ (مسند احمد حنبل عن ابی الدرداء بحوالہ نضرۃ النعیم جلد اول صفحہ ۳۰۲) یعنی لوگوں کے اندر تم ایسی باتیں کیا کرو جن سے خدا کی محبت پیدا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا بھی تم سے محبت کرنے لگے گا۔ اگر تم اپنے بچوں کو اور بڑوں کو۔ دوستوں کو اور رشتہ داروں کو محبت الٰہی کی ضرورت اور اس کے حصول کی اہمیت بتاؤ اور محبت پیدا کرنے والے افعال کا ذکر بار بار اپنی مجالس میں محبت اور پیار سے کرتے رہو تو تمہاری محبت بھی بڑھے گی اور اُن کی بھی

(۷)

ساتواں طریقہ محبت الٰہی کے حصول کا دعا ہے جو ساری کامیابیوں کی جڑ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آخر الدواء الکی کہ آخری علاج داغ دینا ہوتا ہے اسی طرح کاموں کا آخری انحصار دعا پر ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکے اور اُس سے کہے کہ الٰہی تیرا وجود مخفی ہے میری عقل نہت ناقص اور ناتمام ہے۔ مگر میرے دل کے مخفی گوشوں میں تیرے وصال کی ایک نہ مٹنے والی خواہش پائی جاتی ہے۔ میرا دل تجھ سے ملنے کے لئے بیتاب ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تیری محبت کو حاصل کروں مگر اے میرے رب میری کوششیں اُس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتیں جب تک تیرے فضل میرے شامل حال نہ ہوں پس تو اپنی محبت سے مجھے حصہ عطا فرما اور مجھے اُن لوگوں میں شامل فرما جو تیرے محبّین کے پاک گروہ میں شامل ہیں چنانچہ حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ وَحُبَّ مَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ وَاجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ یعنی اے میرے خدا مجھے اپنی محبت عطا فرما۔ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ اور اے خدا جو تجھ سے محبت کرتے ہیں میرے دل میں تو اُن کی محبت بھی ڈال وَحُبَّ مَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ اور ان کاموں کی اُن اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی اور اُن قربانیوں اور نیکیوں کی بھی میرے دل میں محبت ڈال دے جن سے تیری محبت پیدا ہوتی ہے وَاجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔ اور اے میرے رب اپنی محبت میرے دل میں اُس سے بھی زیادہ پیدا کر دے جتنی شدید گرمی کے موسم میں انسان کو ٹھنڈے پانی کی محبت ہوتی ہے۔ الماء البارد کے معنے ٹھنڈے پانی کے بھی ہیں اور ماء کو حیات کا مرکز بھی قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا من الماء کل شیء حی (انبیاء ع ۲) ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا ہے۔ پس یہ بھی ہو سکتا ہے کہ الماء البارد سے یہاں صرف جسمانی پانی مراد نہ ہو۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہو کہ تیری محبت اتنی پیاری ہو کہ مرکز حیات کی محبت بھی میرے دل میں اس قدر نہ ہو۔ بہرحال یہ دعا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مانگا کرتے تھے اور جس پر دوام انسان کے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی محبت عطا فرمائے اور اپنے ماسوا کی محبت ہمارے دلوں سے سرد کر دے اور جس سے محبت کرنا اُس کے منشاء کے مطابق ہو اُس سے اس قسم کی اور اتنی محبت ہیں ہو کہ جس سے خدا تعالےٰ کی محبت بڑھے اور اُس کا تعلق زیادہ ہو حتیٰ کہ ہماری محبت اُس کی محبت کھینچے۔ اور وہ ہمارا ہو جانے والا ہو جائے۔ اور ہم اُس کے۔

اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

اخبار عالم احمدیت

رپورٹ ہائے انڈونیشیا اور سوئٹزرلینڈ

مصر کا مشہور معاند احمدیت اخبار الفتح لکھتا ہے :-

" میں نے بغور دیکھا تو قادیانیوں کی تحریک حیرت انگیز پائی ۔ ایشیا ۔ یورپ ۔ امریکہ اور افریقہ میں ان کے ایسے تبلیغی مراکز قائم ہیں جو علم و عمل کے لحاظ سے تو عیسائیوں کی انجمنوں کے برابر ہیں ۔ لیکن تاثیرات اور کامیابی میں عیسائی پادریوں کو ان سے کوئی نسبت نہیں ۔ قادیانی بہت بڑھ چڑھ کر کامیاب ہیں ۔ کیونکہ ان کے پاس اسلام کی صداقتیں اور پُرحکمت باتیں ہیں . . . . جو شخص بھی ان لوگوں کے حیرت زا کارناموں کو دیکھے گا اور واقعات کا پورا اندازہ کرے گا ۔ وہ حیران و ششدر رہے گا کہ کس طرح اس چھوٹی سی جماعت نے اتنا بڑا جہاد کیا جسے کروڑوں مسلمان نہیں کر سکتے "

انڈونیشیا رئیس التبلیغ انڈونیشیا مکرم سید محمد شاہ صاحب کی جلسہ سالانہ کی تقریر کا ایک حصہ قبل ازیں دیا جا چکا ہے مزید درج ذیل ہے :

مجھ پر متعدد بیماریوں کے حملے ہو چکے ہیں ۔ ایک بار حالت اس قدر نازک ہو گئی کہ میرے لئے قبر کی جگہ خرید لی گئی ۔ لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو بذریعہ تار خبر دینے سے اگلے روز ہی حالت رو بصحت ہو گئی ۔ ڈچ لیڈی ڈاکٹر نے کہا کہ یہ معجزہ ہے ۔ میرے ۲۸ سالہ تجربہ میں ایسی نازک حالت میں یہ پہلا مریض ہے جو تندرست ہوا ۔

جاپانی حکومت کے جنگ عظیم دوم میں زوال پذیر ہونے پر سارے ملک میں جنگ آزادی کا دور آیا جس میں ہم نے نہ صرف جنگ آزادی میں بھی حصہ لیا ۔ بلکہ نئے مقامات پر جماعت کا قیام عمل میں آیا ۔ دو مبلغ تین ماہ تک ریڈیو پر اردو میں لیکچر دیا کرتے رہے ۔ جنگ آزادی میں ہماری شرکت کو لیڈروں نے اعتراف کیا ۔ جس روز ۱۹۴۹ء میں صدر جمہوریہ ڈاکٹر سوئیکارنو ڈچ حکومت سے چارج لینے کے لئے چودہ اشخاص سمیت دارالحکومت میں پہنچے ان چودہ میں میں بھی شامل تھا ۔

صدر موصوف کو میں نے کتاب " احمدیت یا حقیقی اسلام " پیش کی ۔ اور کہا کہ یہ اس شخص کی تحریر ہے ۔ جو میرے ایمان کے مطابق اس وقت دنیا کا سب سے بڑا انسان ہے ۔ اور اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر آپ کے دل پر صداقت احمدیت کا تیر لگے تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس جرأت سے اپنے ایمان کا اعلان کرنے کا کام لیں گے ۔ جس جرأت کے ساتھ آپ نے ۱۷ اگست ۱۹۴۵ء کو اپنی قوم اور انڈونیشیا کی آزادی کا اعلان کیا تھا ۔ ان پر اتنا اثر ہوا کہ وہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے ۔ آپ میرے لئے دعا کریں ۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آیا تھا ۔

شروع میں احمدیت کی مخالفت کا شدید طوفان برپا ہوا ۔ لیکن اب ملک کا کوئی حصہ ایسا باقی نہیں جہاں احمدیت کا نام نہ پہنچا ہو ۔ لٹریچر پھیلایا گیا ۔ عیسائیوں کے دو ایک غیر احمدیوں کے ساتھ تین مباحثے ہوئے ۔ اب مناظرے وغیرہ مفید نہیں ۔ ملک کا کوئی اخبار یا رسالہ نہیں جس میں کبھی احمدیت کا ذکر نہ آیا ہو ۔ ایک مشہور رسالہ " ممبر انڈونیشیا " ہے جس میں ان چند نامور ادیبوں کے مضامین ہوتے ہیں ۔ اس میں بھی ربوہ کے حالات نصیب چکے ہیں ۔ اکثر دفعہ مبلغین کو ریڈیو پر بولنے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے ۔ اس وقت بفضلہ تعالیٰ ملک کے ہر حصہ میں نہایت منظم جماعت قائم ہے ۔ بعض دیہات میں سو فی صدی احمدی آباد ہیں ۔ اور سارے احمدی ہیں جنہیں سلسلہ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے انتہائی محبت ہے ۔ اور زیارت مرکز کی شدید تڑپ رکھتے ہیں ۔ لیکن مالی مشکلات وغیرہ کی وجہ سے مجبور ہیں ۔ وہاں سے متعدد نوجوان مرکز میں آئے اور اب باقاعدہ مبلغ کے طور پر وہاں کام کر رہے ہیں ۔ بلکہ ایک مبلغ تو ہالینڈ میں جس کی ۳۱/۲ صدیوں تک انڈونیشیا پر حکومت رہی ہے ۔ اسلام کا علم بلند کر رہا ہے

جماعت کا اکثر حصہ مغربی جاوا میں ہے ۔ انڈونیشیا کی جماعت بہترین جماعتوں میں سے ہے ۔ اس مشن کے تمام اخراجات مئی ۱۹۵۰ء سے سو فی صدی خود ادا کر رہی ہے ۔ اس سال صرف تحریک جدید کے وعدے ایک لاکھ گیارہ ہزار (انڈونیشی سکہ) سے زائد تھے ۔ جو گذشتہ سال سے پانچ ہزار زائد ہیں ۔ ایک پریس بھی ہے ۔ ہر جگہ مساجد قائم ہیں ۔ اس وقت مشن مبلغین اور ان کے اہل و عیال کا جو ۲۰ نفوس پر مشتمل ہیں قریباً ادا کر رہا ہے ۔ جماعت کا پچاس حصہ جاوا میں ہے پھر سماٹرا میں اور اس کے بعد سیلیبس اور بورنیو میں ہے ۔ مجالس خدام الاحمدیہ جماعتوں میں قائم ہو چکی ہیں ۔ ان کے سالانہ تربیتی کیمپ باقاعدہ منعقد ہوتے ہیں ۔ اخلاص اور جماعتی کاموں میں خواتین بھی پیچھے نہیں ساٹھ سے ستر فی صدی تک نماز جمعہ میں شریک ہوتی ہیں ۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں پردہ معیوب شمار ہوتا ہے ۔ لیکن ہم آہستہ آہستہ تعلیم پردہ کی طرف لا رہے ہیں ۔ احمدی مستورات ۔ دوسری عورتوں کی نسبت قدرے پردہ کرنے لگی ہیں ۔ یعنی سر پہ دوپٹہ لے رہی ہیں ۔ تمام جگہ لجنات اماء اللہ قائم ہیں ۔ جو باقاعدہ ایک پروگرام کے مطابق کام کر رہی ہیں اسی طرح جماعت کی بچیوں کی تربیت کے لئے ' ناصرات الاحمدیہ ' بھی قائم ہیں ۔ اس میں پندرہ سال سے تا شادی مستورات شامل ہو سکتی ہیں ۔

اس ملک کے باشندوں میں بعض اوصاف ہیں ۔ ایک تو وہ حد درجہ مہمان نواز ہیں ۔ واقف ہوں یا نہ ہوں کسی گھر سے چائے پئے بغیر واپس آنا مشکل ہوتا ہے ۔ دوسرے دلائل سے کوئی بات ثابت کر دی جائے ۔ تو تردیدی رویہ اختیار نہیں کرتے ۔ تیسرے دغا ۔ فریب ۔ دھوکہ ان میں نسبتاً کم پایا جاتا ہے ۔

مشن سوئٹزرلینڈ سوئٹزرلینڈ کے ایک اخبار نے " اسلام کا ہلالی نشان " کے زیر عنوان تحریر کیا کہ :-

" سوئٹزرلینڈ میں اسلام پھیلانے کی غرض سے زیورچ میں ایک تبلیغی مشن قائم ہے اس مشن کے انچارج مسٹر ناصر احمد اپنے فرائض کا پورا پورا احساس رکھنے والے نوجوان ہیں ۔ وہ السلام (Der Islam) نامی ایک رسالہ شائع کرتے ہیں ۔ جو گذشتہ چھ سال سے نکل رہا ہے دیگر تبلیغی سرگرمیوں میں لیکچرز کے سلسلہ کو خاص اہمیت حاصل ہے ۔ مذکورہ رسالے میں ان کے تین لیکچروں کا ذکر نظر سے گذرا جو انہوں نے صرف ماہ اپریل میں ہی شافہوسن زیورچ اور ونٹرتھر کے مقامات پر دیئے تھے ۔ شافہوسن میں انہوں نے . . . . ایک اجتماع سے خطاب کیا ۔ ونٹرتھر میں انہیں نوجوانوں کی ایک انجمن نے مدعو کیا تھا ۔ وہاں جس جلسے میں انہوں نے تقریر کی ۔ اس میں بعض پروٹسٹنٹ پادری بھی موجود تھے . . . . نوجوانوں میں کافی تعداد میں اسلام کا تبلیغی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا ۔

" اگر ہم یہ باور کریں کہ اسلام کے اس مشن کا قیام ایک فرد واحد کی ذاتی کوششوں کا نتیجہ نہیں ہے ۔ تو ہم اپنے اس قیاس میں غلطی پر نہیں ہو سکتے معلوم یہی ہوتا ہے کہ یہاں اسی طرح دوسرے ممالک میں ویسے تبلیغی مراکز کے قیام کا منصوبہ اور انہیں کامیابی سے چلانے کا کام مسلمانوں کی بڑی بڑی تنظیموں کے سر ہے جنہوں نے سارے یورپ کو مسلمان بنانے کا تہیہ کیا ہوا ہے ۔

(عیسائیت گذشتہ صدیوں میں جو اسلام کا مقابلہ کرتی رہی ہے ۔ اور اب وہ جذبہ مفقود ہو چکا ہے ۔ اس کا ذکر کر کے لکھتا ہے ۔ ناقل)

" آج اسلام وہی کام بہت اطمینان اور سلامت روی سے انجام دے رہا ہے ۔ اس کا نظریہ یہ ہے کہ مغربی ثقافت میں عیسائیت کا عنصر اس قدر بے حقیقت رہ گیا ہے ۔ کہ اب اسلام کی نگاہ میں مذہبی بنیادوں پر شدید مخاصمت کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی ہے ۔ پہلے کی طرح اب اسلام کو بڑے بڑے لشکر بھیجنے کی ضرورت نہیں ۔ اس کے نزدیک اب چند مبلغین ہی بھیج دینے کافی ہیں ۔ قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کیا اسلام ایسا کرنے میں واقعی حق بجانب ہے ؟ دراصل پہلے جب مسلمان یورپ کا رخ کرتے تھے ۔ تو انہیں دفاع اور خود حفاظتی کے ناقابل تسخیر عزم سے دوچار ہونا پڑتا تھا ۔ لیکن اب مبلغین اسلام جب یہاں آتے ہیں ۔ تو لیکچر دینے کی دوستانہ دعوتوں کے ساتھ ان کا استقبال کیا جاتا ہے اس بات کا بھی امکان ہے ۔ کہ بعض دوسرے حلقوں میں انہیں " کامل دوستانہ ماحول " میسر آ جائے اور وہ مشتاق سامعین کے روبرو اللہ ۔ محمد ۔ قرآن ۔ اسلامی ہلال ۔ موذن کی صدا ۔ میناروں اور حرم وغیرہ کی جی بھر کر تبلیغ کریں ۔ اپنا تبلیغی لٹریچر بھیجیں اور شائقین انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں ۔

چند سال قبل مشہور و معروف کتاب " Secret of the Koran " کے مصنف والٹر ٹنگ نے لکھا تھا ۔

" قریباً دو ہزار سال بعد مغرب نے اب عیسائیت کو خیرباد کہنا شروع کر دیا ہے اور اس طرح وہ اپنے آپ کو ایک قریب کے مشرقی جزیرہ نما کی پوزیشن میں لا رہا ہے "

بے شک اسے مبالغہ آمیز مایوسی پر محمول کیا جا سکتا ہے ۔ اگر نوبت اس حد تک نہ بھی پہنچے تو بھی سوئٹزرلینڈ کے ان لوگوں کو جو اسلام میں داخل ہوں گے قصوروار نہیں ٹھیرایا جا سکے گا "

ولادتیں (۱) ۱۲/۱۳ اگست کی درمیانی شب کو عید الاضحیٰ . . . صاحب تاجر کتب قادیان کے ہاں بمقام سونگھڑہ (اڑیسہ) بچہ پیدا ہوا ۔ (۲) ۱۰ اگست کو بروز عید بمقام اناوہ (یو پی) ۔۔۔

حضرت محمد . . . صاحب . . . قادیانی کے ہاں دوسری اہلیہ سے پہلا بچہ پیدا ہوا ہے ۔ احباب نومولود کے بابرکت اور نیک اور طویل العمر ہونے کے لئے دعا فرمائیں ۔

قادیان میں تعلیمی و تربیتی تقاریر

قادیان میں بعد نماز عشاء مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام چند تعلیمی و تربیتی تقادیر کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ ۱۲ر اگست کو

(۱)

مولوی مقبول احمد صاحب ذبیح متعلم جامعۃ المبشرین ربوہ نے اپنی مختصر تقریر اسلامی نظام حکومت اور اس سے افراد کے تعلق کا خاکہ پیش کیا۔ اور بتایا کہ یہی نظام دنیا میں امن قائم کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ جماعت احمدیہ چھوٹے پیمانہ پر اس امن بخش نظام کو بروئے کار لا رہی ہے۔

دوسری تقریر

بعد ازاں جناب مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعۃ المبشرین نے اپنی فاضلانہ تقریر جاری رکھتے ہوئے بیان فرمایا کہ آج دنیا ہمارے نظریات کی معقولیت کے بجائے ہمارے کردار کو دیکھتی ہے۔ اس لئے ہر احمدی مسلمان کو اپنا اچھا اور بہترین کردار پیش کرنا چاہیئے۔ جب تمام افراد جماعت اس میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے تو ان کی اجتماعیت سے جو اثر لیا جائے گا وہی عملی جواب ہوگا۔ اس سوال کا جواب جو ساری دنیا کی طرف سے اسلام پر اٹھایا جا رہا ہے کہ اگر یہ نظام دنیا میں امن و امان قائم کرنے اور اس کی راہنمائی کا ذریعہ ہے تو اس کا نمونہ جیتی جاگتی صورت میں دنیا کے سامنے پیش ہونا چاہیئے۔

جناب پروفیسر صاحب نے بتایا کہ ہم لوگ صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر اس اعلیٰ مقصد کو پا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ آج اپنی مشکلات کا حل غیروں کی زندگیوں اور ان کے طرز عمل میں تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر ہم اپنے اسلاف کی کامیاب زندگیوں کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں زیادہ نورانیت ہمیں حاصل ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے اندر ایک انقلاب عظیم برپا ہو سکتا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے چند صحابہ کرام کے چیدہ چیدہ واقعات حاضرین کے سامنے بیان کئے۔ اور انہیں اپنانے کے لئے تاکید کی۔

بالآخر آپ نے حاضرین کو اس طرف توجہ دلائی کہ وہ اسلام کی تعلیم پر غور و تدبر کرتے رہیں۔ اور فلسفیانہ طریق پر اس کی خوبیاں زیر تبلیغ افراد کے سامنے پیش کیا کریں۔ کیونکہ یہ زمانہ فلسفہ کا زمانہ ہے۔ اور اس بات سے بعض باطل پرستوں نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ کیونکہ حق و حکمت رکھنے والی جماعت اسے اپنائے۔

درویشان قادیان کو مخاطب کرتے ہوئے خصوصیت سے آپ نے فرمایا کہ آپ کے لئے تعلیم و تربیت میں کامل ہونے کا نادر موقعہ ہے اس فائدہ اٹھائیں۔

تیسری تقریر

آخر میں صاحب صدر جناب مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے وقت کی نزاکت کے پیش نظر حاضرین مجلس کو دعاؤں پر زور دینے مجاہدہ نفس اور خدمت دین کے جذبہ کو بڑھانے کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے لئے مقدر تھا کہ وہ ایک وقت میں آ کر دو حصوں میں میں تقسیم ہو جائے۔ ایک حصہ اصحاب الکہف کہلائے جس کا کام اندرونی طاقتوں کو مجتمع کرنا اور اپنی نیم شبی دعاؤں کے ذریعہ دیگر افراد جماعت کی مدد کرنا ہے۔ اور اپنے تعلق باللہ کو بڑھانے اور خدا کی رضا حاصل کرنے کا کام ہے۔ جبکہ دوسرے حصہ کو اصحاب الرقیم کہہ کر پکارا گیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہمیں شہد کی مکھی سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ جو دوسروں کے لئے محنت شاقہ برداشت کر کے ذخیرہ جمع کرتی ہے اگر آپ دوسروں کے خیالات بدلنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنے اندر یقین محکم پیدا کریں۔ آپ نے فرمایا درویش کا مقام بہت بلند ہے۔ اور یہ انبیاء کا مقام ہے جو اس کے اصل مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہی کامیاب ہے۔ اس لئے آپ روحانی ماحول پیدا کرنے کے لئے کوشش کریں شہد کی مکھی کی طرح دوسروں کے لئے علم و عرفان کا ذخیرہ جمع کریں تا شہد کی طرح اس میں بھی لوگوں کے لئے شفا کا سامان ہو۔

چوتھی تقریر

قادیان ۱۴ر اگست۔ بعد عشاء مسجد مبارک میں سولہ سالہ نوجوان عبدالوہاب آدم صاحب افریقن نے احباب کی خواہش پر اپنے وطن کے حالات احمدیت کے تعلق میں بیان کئے۔ پہلے آپ نے اردو میں معذرت کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ میں صرف ۱½ سال سے ربوہ میں آیا ہوں اور ایک سال سے اردو پڑھ رہا ہوں اس لئے ابھی اردو زبان میں اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ پھر آپ نے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ:۔

میں علاقہ گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) کا باشندہ ہوں۔ وہاں گو پہلے بھی مسلمانوں کی کچھ تعداد تھی۔ لیکن ان کی عملی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی۔ چونکہ افریقن بہادر اور جنگجو ہیں اور توہم پرست بھی اس لئے یہ مسلمان ان کو بسم اللہ بطور تعویذ کے لکھ کر دیتے اور ایک سو سے ایک ہزار پونڈ تک ان سے بطور لیتے افریقنوں کو بتایا جاتا کہ وہ اس تعویذ کے باعث اپنے سارے دشمنوں پر غالب آ جائیں گے۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۲۲ء میں گولڈ کوسٹ بطور مبلغ تشریف لے گئے۔ تو ہی افریقن جنہوں نے عیسائی مبلغین کی شدید مخالفت کی تھی۔ آپ کا خیر مقدم کیا اور دس ہزار اشخاص فوراً ایمان لے آئے۔ اور داخل سلسلہ ہوئے۔

آپ نے بتایا کہ تم بسم اللہ اتنی خطیر رقم سے حاصل کرتے ہو معمولی سی رقم سے تم سارا قرآن مجید خرید لو۔ اور اس کے ذریعہ تم ساری دنیا پر غالب آ جاؤ گے۔ اور آپ قرآن مجید کا ترجمہ افریقن زبان میں کرتے اور بائیبل سے اس کا موازنہ کرتے۔ دیگر لوگ مخالفت کر کے لوگوں کو آپ سے بدظن کرنا چاہتے۔ لیکن لوگ آپ کی یہ باتیں سناتے۔ کہ ان باتوں کے ہوتے ہوئے ہم آپ کو کیوں چھوڑیں نیر صاحب ہماری زبان میں ترجمہ سناتے ہیں

پھر حضرت نیر صاحب علاقہ نائیجیریا میں تشریف لے گئے۔ اس پر میرے دادا صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا کہ ہمارے ہاں کسی اور مبلغ کو بھجوا دیا جائے ہمارا علاقہ خالی ہو گیا ہے۔ حضور نے محترم حکیم فضل الرحمٰن صاحب کو بھجوایا۔ حکیم صاحب نے گولڈ کوسٹ میں احمدیہ مدارس قائم کئے اور جماعت کو استحکام بخشا۔ میرے دادا صاحب نے احمدیہ سکول میں اپنی ساری اولاد کو داخل کرا دیا۔ چنانچہ وہیں کے تعلیم یافتہ میرے ایک چچا اسمبلی کے ممبر ہیں اور ایک محکمہ تعلیم میں افسر ہیں۔ حکومت نے ایک سکول کے لئے چار ہزار روپیہ دیا ہے۔ اور احباب جماعت نے دس ہزار پونڈ (ڈیڑھ لاکھ روپیہ) کے صرفہ سے ایک مسجد تعمیر کرنے کی توفیق پائی ہے۔

پانچ سال قبل میں نے حضور کی خدمت تحریر کیا کہ میرے والد وفات پا چکے ہیں۔ اور والدہ صاحبہ نے احمدیہ سکول میں مجھے تعلیم دلائی ہے۔ میری شدید خواہش ہے کہ حضور کی زیارت سے مشرف ہوں لیکن نہ حضور کو یہاں آنے کا موقعہ میسر ہے نہ مجھے توفیق ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کی عمر دراز کرے تا میں خود روپیہ کما کر حضور کی زیارت کر سکوں۔ جب مجھے حضور کی دعا کی برکت سے یہ سامان ہوا کہ گو میں تمام مبلغین کے ساتھ کم و بیش ایک ایک ماہ رہ چکا تھا۔ ۱½ سال قبل جب مکرم مولوی بشارت احمد صاحب سندھی مبلغ وہاں سے آنے لگے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں ساتھ لے چلوں بشرطیکہ اخراجات سفر اسی پونڈ تمہاری والدہ ادا کر سکیں۔ میں نے کہا کہ میں والدہ صاحبہ سے دریافت کروں گا۔ گو یہ ناممکن سا ہے۔ والدہ صاحبہ نے روپیہ جمع کرنے کا فوراً وعدہ کیا اور ادا کر دیا پھر مولوی صاحب نے کہا کہ ہوائی جہاز پر سفر کرنا پڑے گا۔ تیس پونڈ مزید درکار ہیں۔ وہ بھی والدہ صاحبہ نے لا دیئے اسی طرح ہوتے ہوتے ایک صد اسی پونڈ جمع کرا دیئے۔ اور مجھے آنے کا موقعہ مل گیا۔ اور حضور کی زیارت کا شرف حاصل کر سکا۔

گولڈ کوسٹ کے ایک دوست الحاج حسن عطا صاحب پاکستان جماعت کے حالات دیکھنے آئے۔ تو حضور کی ملاقات کے وقت بات نہ کر سکے اور کانپنے لگے حضور نے فرمایا۔ کہ خوف مت کھاؤ۔ اس سے ظاہر ہے کہ جماعت میں حضور کس ادب و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔

میں نے زندگی سلسلہ کے لئے وقف کی ہوئی ہے آپ میرے لئے، ساری جماعت کے لئے اور احمدیت کی ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔

پانچویں تقریر

بعد ازاں مکرم مولانا ابو العطاء صاحب نے پہلے عبدالوہاب صاحب کی تقریر کا خلاصہ سنایا اور پھر ایک لمبی تقریر الا بذکر اللہ تطمئن القلوب پر فرمائی۔ جس میں احباب کو قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر غور کرنے کی تلقین کرتے ہوئے بتایا کہ حقیقی اطمینان اسی وقت حاصل ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ مومن کو یاد کرے۔ ہر ایک کے لئے کلام الٰہی کا دروازہ کھلا ہے۔

زکوٰۃ کا ادا کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا نماز کا ادا کرنا

کہا جاتا ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار کیا کہ احمدیوں کو قتل کرنا اور انکے مال و اسباب کو جلانا کار ثواب ہے

احرار اور مجلس عمل کی کانفرنسوں میں احمدیوں کے اقتصادی اور معاشرتی بائیکاٹ کی حمایت کی گئی

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا تیسرا باب

دو لطیفے

اس واقعہ میں بعض لطیفے بھی ہوئے جن کی تفصیل لفٹننٹ کرنل خوشی محمد کی زبانی سنیئے

" جو لوگ ہجوم سے کہ ناچتے ہوئے بڑھتے تھے ان میں سے ایک نے اپنے سینے پر گولی کھانے کی پیشکش کی۔ لیکن میں نے اس سے کہا۔ جب تک وہ فیتے کی دوسری جانب ہے۔ اس پر گولی نہیں چلے گی البتہ جیسے ہی وہ فیتے کی حد پار کر کے آیا گولی چلا دی جائے گی لیکن جب فائرنگ ہوئی تو میں نے اس آدمی کا کوئی پتہ نہ پایا۔ وہ ہجوم میں کہیں غائب ہو گیا تھا۔ اسی دوسری فائرنگ میں ایک مولوی صاحب آئے اور فوج اور پولیس کو مغلظات سنانے اور کفر بکنے لگے۔ میں نے بگل بجانے والے سے کہا بگل بجائے۔ لیکن جیسے ہی ان حضرت نے یہ آواز سنی وہ ہجوم پر سے کودتے پھاندتے بڑی تیزی سے پسپا ہو گئے"

شام کو ایک ایس آئی اور ایک سپاہی کو ریلوے سٹیشن کے قریب ایک ہجوم نے زغے میں لے لیا۔ جس نے اسے ایس آئی کا ریوالور اور سپاہی کی رائفل چھین لی۔ اور دونوں کی وردیاں جلا ڈالیں۔ اور ایک سپاہی کچھ سامان لئے جا رہا تھا کہ اس پر حملہ کر کے یہ سامان چھین لیا گیا۔ ہجوم نے دو احمدیوں کے چھرے گھونپ دیئے اور تین کے گھر لوٹ لئے۔

ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر ایس این عالم شام کو پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صورت حال فوج کے حوالے کر چکے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ فیصلہ درست نہیں تھا۔ اس لئے کمشنر سے مشورہ کر کے انہوں نے فوج سے کنٹرول واپس لینے کا فیصلہ کر لیا۔ انہوں نے پولیس سے خطاب کیا۔ جو ۳ اور ۴ مارچ کے واقعات سے ہمت ہار چکی تھی۔ اور شہر کے لئے گشتی دستوں کا انتظام کیا۔ فوج نے اپنا مرکز بریگیڈ ہیڈ کوارٹر سے سٹی کوتوالی میں منتقل کر لیا۔

۵ مارچ کو فوج نے شہر بھر میں پرچم مارچ کیا اور سخت گشت لگائی بعض جلوسوں کو بھی منتشر کیا گیا اور رضاکاروں کی گرفتاری عمل میں آئی۔

۶ مارچ کو مسٹر دولتانہ کی اپیل ریڈیو پر نشر کی گئی اور لاسلکی پیغام کے ذریعے سے ساری بھیجی گئی۔ اس سے یہ اثر لیا گیا کہ حکومت ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اس چیز نے ضلعی حکام کی پوزیشن بڑی خراب کر ڈالی۔ جلسے اور جلوس پابندیوں کے باوجود جاری رہے۔ اور لوگ روزانہ بڑی تعداد میں گرفتار ہوتے رہے۔ ۷ تاریخ کو اٹھانوے ۸ تاریخ کو ایک سو اکیس اور ۹ کو ایک سو انچاس گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پبلک پر وزیر اعلیٰ کی اپیل کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

۷ مارچ کو پروفیسر خالد محمود اور فضل حق نے تقریریں کیں۔ جن میں پولیس اور فوج کو ہتھیار ڈالنے کو کہا گیا اور سرکاری ملازموں سے اپیل کی گئی کہ وہ ہڑتال کر کے تحریک میں شامل ہو جائیں

تحریک ۱۰ مارچ تک چلتی رہی یہاں تک کہ چیف سیکرٹری کا ایک لاسلکی پیغام آیا جس میں ضلعی حکام کو ہدایت دی گئی تھی کہ لاقانونیت کو سختی سے دبا دیں۔ اس سے لوگوں کو احساس ہوا کہ ضلعی حکام کسی قسم کی لاقانونیت برداشت نہیں کریں گے اسلئے دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کی پابندی ہونے لگی۔ پروفیسر خالد محمود، فضل حق، مولوی سلطان محمود، اور دوسرے افراد مساجد میں منتقل ہو چکے تھے۔ جہاں سے وہ خفیہ ہدایات اور لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے سے احکام دیا کرتے جاری کر رہے تھے انہیں مساجد میں گرفتار کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ اس لئے ان کے خلاف ضابطہ فوجداری کی دفعات ۸۷ و ۸۸ کے تحت کارروائی کی گئی۔ اس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور انہوں نے مساجد سے نکل کر خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ ان کی گرفتاری کے ساتھ تحریک عملاً ختم ہو گئی۔ اور ۱۲ مارچ تک شہر میں حالات بالکل اعتدال پر آ گئے۔

یہ تفصیلات افسروں کی شہادتوں اور تحریری بیانوں پر مبنی ہیں۔ ہم نے سیالکوٹ میں جو غیر سرکاری شہادتیں سنی ہیں۔ وہ بھی ان تفصیلات کی کوئی تردید نہیں کرتی۔ البتہ غیر سرکاری شہادتوں میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ بعض افراد کو جنہیں گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا گیا تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے خود پیٹا یا دوسروں سے پٹوایا۔ اپنی جیب کو انہوں نے پولیس کے ایک سپاہی سے لیکر آگ لگوائی اور ۳ مارچ کو جو جلوس ریلوے سٹیشن کی طرف گیا تھا۔ خود اس کی ہمت افزائی کی۔ پہلے الزام کی تصدیق میں اگرچہ کافی شہادت ملی ہے۔ تاہم اس سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں۔ دوسرا الزام کسی شخص کی سوجھ بوجھ کی توہین ہے تیسرے الزام سے خود مولوی محمد علی کا ندھلوی انکار کرتے ہیں۔ یہ ہمارا سوچا سمجھا فیصلہ ہے کہ ڈسٹرکٹ سے صورت حال ایک سے زیادہ مرتبہ فوج کو سونپ کر جرأت اور دانائی سے کام لیا۔ اور اس طرح قانون اور اس کی قوت و طاقت کو عوام کی جانب سے مضحکہ اور توہین سے بچا لیا۔ اس ہنگامہ کے باعث جو خونریزی ہوئی۔ اس کی ذمہ داری اگر متعلقہ افراد پر نہیں. تو کم از کم فوج اور پولیس پر بھی نہیں ہے۔ یہ ذمہ داری کسی اور کی ہے۔

گوجرانوالہ کے واقعات

سیالکوٹ سے قرب اور احرار کے ایک عوامی مقرر صاحبزادہ فیض الحسن کا وطن ہونے کے باعث گوجرانوالہ احرار کا ایک اہم مرکز ہے

احرار نے ۱۹۴۹ء کے اوائل میں وہاں اپنی تبلیغی کانفرنس کی تھی۔ لیکن وہ کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہو سکی۔ کیونکہ اس وقت پاکستان کے لئے احرار کی وفاداری سخت مشتبہ تھی ۱۹۵۱ء میں انہوں نے دفاع کانفرنس کے پردے میں ایک اور کانفرنس منعقد کی۔ یہ بڑی کامیاب رہی، کیونکہ اس کے انتظامات سٹی مسلم لیگ کے صدر نے کئے تھے۔ اس کانفرنس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے بھی تقریر کی۔ اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے اس عقیدے کا اظہار کیا کہ احمدیوں کو قتل کرنا اور ان کے مال و اسباب کو جلانا کار ثواب ہے۔ اسی سال ایک اور کانفرنس بھی ہوئی. جس میں احمدیوں کو کافر قرار دیا گیا۔ اور ان کا اقتصادی اور معاشرتی بائیکاٹ کرنے کے خیال کی حمایت کی گئی۔

یوم مطالبات پر ۲۲ رجون ۱۹۵۲ء کو احرار نے دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسجد شیرانوالہ باغ میں ایک جلسہ عام کیا۔ جس میں صاحبزادہ فیض الحسن شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین نے تقریریں کیں۔ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ مگر بعد میں وزیر اعلیٰ کے احکام کے مطابق انہیں رہا کر دیا گیا کہا جاتا ہے کہ جولائی ۱۹۵۲ء کی ایک اور کانفرنس میں صاحبزادہ فیض الحسن نے اعلان کیا کہ احمدیوں کا قتل رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ کانفرنس کے اختتام پر مولانا اختر علی خاں کے اعزاز میں چائے کی ایک دعوت دی گئی جس میں ڈپٹی کمشنر اور مسلم لیگ رہنما بھی شریک ہوئے۔ احمدیوں نے بعد میں ڈپٹی کمشنر سے شکایت کی کہ کانفرنس میں ایک مقرر نے حاضرین کو اس امر پر اکسایا کہ امام جماعت احمدیہ کو قتل کر دیا جائے۔ احمدیوں کے خلاف جو جذبات پیدا ہوئے ان کے باعث مدیر وزیر آباد نے اپنے دو احمدی مدرسوں اور چار استانیوں کو ملازمت سے برطرف کر دیا۔ صاحبزادہ فیض الحسن۔ مولوی عبدالواحد خطیب مسجد شیرانوالہ باغ اور مولوی محمد اسمٰعیل نے احمدیوں کے خلاف تحریک اور دوسری مذہبی سیاسی جماعتوں سے اسمٰعیل ادین نمایاں حصہ لیا مجلس عمل کے زیر اہتمام گوجرانوالہ میں ۲ راور ۳ رنومبر ۱۹۵۲ء کو ایک جلسہ عام ہوا جس میں جماعت اسلامی کے ایک نمائندہ میاں طفیل محمد بھی شریک ہوئے مجلس نے احمدیوں کا اقتصادی اور معاشرتی بائیکاٹ کرنے کے خیال کی حمایت کی۔ جس کے بعد کھانے کی دکانوں میں یہ اعلان آویزاں نظر آنے لگے کہ احمدیوں کو وہاں مخصوص برتنوں میں کھانا مل سکتا ہے عبدالغفور ہزاروی۔ اسے جو اس سے قبل طوائفوں کے خلاف اپنی مہم میں کامیاب ہو چکا تھا. اپنے حلقہ اثر کو وسیع کرنے کے لئے ایک تحریک میں شامل ہو گیا۔

روزنامہ "زمیندار" والے مولانا اختر علی خان نے چند جلسہ ہائے عام سے خطاب کر کے، یہاں سے تحریک کے لئے وہاں سے دو ہزار روپیہ چندہ جمع کیا۔ ایک اور جلسہ ان کے آبائی قصبہ کرم آباد میں ہوا۔ جہاں انہوں نے اس مقصد کے لئے ایک کروڑ روپیہ جمع کرنے کی اپیل کی۔

کراچی میں وزیر اعظم کو الٹی میٹم دینے کے بعد راست اقدام کے لئے زور شور سے تیاریاں شروع ہو گئیں۔ اور مولوی ضلع کے مختلف قصبات میں زیادہ جوش و خروش سے پروپیگنڈا کرنے لگے۔ ان میں سے کامریڈ عبدالکریم اور مولوی عبدالغفور ہزاروی وزیر آباد میں مولوی ابوالحسن، محمد یحییٰ اور مولوی فضل احمد حافظ آباد میں اور مولوی محمد اسمٰعیل خاص گوجرانوالہ میں کام کر رہے تھے۔ رضاکاروں کی بھرتی شروع ہو گئی۔ اور حافظ آباد کا کوٹہ جو پانسو مقرر ہوا تھا مجلس عمل کی تشکیل کے ہفتہ بھر کے اندر اندر پورا ہو گیا۔ ضلع میں مجموعی طور پر ساڑھے چار ہزار رضاکار بھرتی کئے گئے رضاکاروں کے حلف نامہ پر دستخط کرنے والوں میں سٹی مسلم لیگ کے سیکرٹری شیخ منظور حسن بھی شامل تھے۔

شورش کا آغاز اس وقت ہوا جب مولوی محمد اسمٰعیل

شورش پسند ہمہ وقت یہ اعلان کر رہے تھے۔ کہ وہ جہاد یعنی کفر کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں!

خطیب مسجد اہل حدیث کو صوبائی حکومت کے احکام کے تحت گرفتار کیا گیا۔ رضاکاروں کے لاہور روانہ ہونے سے قبل جلسے اور ان کے جلوس روزمرہ کی چیز بن گئے۔ مجلس عمل کو توڑ ڈالا گیا۔ اور مجلس احرار گوجرانوالہ کے نائب صدر حکیم عبدالرحمٰن کو تحریک کا ڈکٹیٹر مقرر کر دیا گیا۔

۲ مارچ کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو چیف سیکرٹری کی جانب سے ایک ٹی۔ او مراسلہ نمبر ۵.۵-۵-۵-۲۹/۵-۱۴-۲۵ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء موصول ہوا۔ جس میں مزید گرفتاریوں کی ممانعت کی گئی تھی لیکن یکم مارچ ۱۹۵۳ء کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اے۔ ڈی۔ جی۔ آئی وسی۔ آئی۔ ڈی۔ کی جانب سے یہ ہدایات موصول ہوئی ہیں۔ کہ رضاکاروں کو لاہور اور کراچی جانے سے روکا جائے۔ ظاہر ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ انہیں گوجرانوالہ میں گرفتار کیا جائے۔ دونوں ہدایات باہم متضاد تھیں اور چونکہ مجسٹریٹوں اور عملہ پولیس کی کمی اور جیل میں گنجائش نہ ہونے کے باعث ضلعی حکام گرفتاریاں کرنے کے حق میں نہیں تھے۔ اور ایک آدھ روز صورت حال کا مزید جائزہ لینا چاہتے تھے۔ اس لئے لاہور میں پولیس کے اعلیٰ افسروں سے استفسار کیا گیا۔ کہ ان حالات میں کیا کیا جائے؟ جواب ملا۔ کہ اگر جیل میں جگہ نہیں تو گرفتار ہونے والوں کو دور کے دیہات میں لے جا کر چھوڑ دیا جائے۔

لیگ کے عہدیداروں کا رویہ

۳ مارچ کو دن کے دس بجے ڈپٹی کمشنر کے کمرۂ عدالت میں اجلاس ہوا۔ جس میں سرکاری اور غیر سرکاری افراد بھی شامل تھے سٹی مسلم لیگ کے عہدیداروں نے اس اجلاس کو لیگ ہی کی اپنی حریف پارٹی کی مذمت کا موقعہ بنایا۔ اور ضلعی حکام سے باقاعدہ تعاون کرنے سے انکار کر دیا۔ اس مرحلے پہ لاہور جانے والی ٹرینوں کو وہ ہجوم روکنے لگے جو ریل کے ذریعہ لاہور جانے والے رضاکاروں کو ریلوے سٹیشن پر چھوڑنے جاتے تھے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پولیس کا ایک دستہ لے کر ریلوے سٹیشن گئے۔ اور وہاں سے پچاس رضاکاروں کو گرفتار کر کے گاڑی سے اتار لیا۔ یہ دیکھ کر ہجوم مشتعل ہو گیا اور اس نے دوبارہ گاڑی کو روکا جب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے گاڑی کو روانہ کرنے کی دوبارہ کوشش کی۔ تو ان پر حملہ کر دیا گیا۔ اور پولیس کے پانچ آدمیوں سمیت (جن میں ایک سب انسپکٹر بھی شامل تھا) انہیں زخمی کر ڈالا گیا۔ اسی شام پانچ ہزار افراد کے ایک مشتعل ہجوم نے سندھ ایکسپریس کو ریلوے اسٹیشن سے کچھ دور روک لیا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس چھ سپاہیوں کو لے کر وہاں پہنچ گئے۔ لیکن ان سب پر پتھراؤ خشت باری ہوئی۔ اس وقت اندھیرا ہو چکا تھا اور ہجوم کو منتشر نہ کیا جاتا۔ تو در حقیقت دیر اثر آتا۔ اور گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے مسافروں کو ہراساں کرنے لگتا۔ اس لئے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سپاہیوں کو ہوا میں بارہ گولیاں چلانے کا حکم دیا۔ اس طرح ہجوم کسی شخص کے ہلاک یا زخمی ہوئے بغیر منتشر ہو گیا۔ اس کے بعد معززین شہر کا ایک اجلاس ریلوے سٹیشن پر طلب کیا گیا۔ لیکن اگرچہ ہر ایک نے غنڈہ گردی کی مذمت کی تاہم عملی امداد پر بھی کوئی کمربستہ نہ ہوا۔ کہ مبادا اسے کافر یا مرزائی قرار نہ دیا جائے۔

چونکہ مسلم لیگ کے عہدیداروں نے مجلس عمل کی امداد کا حلف اٹھا رکھا تھا۔ اس لئے مجلس عمل کے ڈکٹیٹر نے سٹی مسلم لیگ کے سیکرٹری مسٹر منظور حسن ایم۔ ایل۔ اے کو ہدایت کی۔ کہ وہ ایک دستہ لے کر جائیں۔ اور گرفتاری کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ صدر مسلم لیگ شیخ آفتاب احمد نے مشورہ دیا کہ مسٹر منظور حق کی جھوٹ موٹ گرفتاری عمل میں آئے۔ تاکہ یہ اثر نہ لیا جائے کہ تحریک کو لیگ کی تائید و حمایت میسر ہے۔ یہ بات مان لی گئی۔ اور مسٹر منظور حسن کو گرفتار کر کے پولیس کی جیپ میں لے جایا گیا۔ اور ضلع کے ایک دور افتادہ گوشہ میں اس مفاہمت پر لے جا کر چھوڑ دیا گیا۔ کہ وہ چند روز تک گوجرانوالہ واپس نہیں آئیں گے۔ تاہم لوگوں کو اس حال کا پتہ چل گیا۔ اور اگلے دن کوئی دو سو اشخاص نے شیخ آفتاب احمد کے گھر جا کر انہیں جلوس میں شامل ہونے کو کہا۔ ان کو گھر سے نکال کر مسجد شیرانوالہ باغ تک جلوس میں چلنے پر مجبور کیا گیا۔ اسی وقت تک مسٹر منظور حسن بھی گوجرانوالہ واپس آ کر مسجد شیرانوالہ باغ میں شورش پسندوں میں شامل ہو چکے تھے۔ جہاں انہوں نے احمدیوں اور حکومت کے خلاف نہ صرف متعدد تقریریں کیں۔ بلکہ سٹی مسلم لیگ کے سات کونسلوں کو ساتھ لے کر ایک جلوس کی قیادت بھی کی۔ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا۔

وزیراعلیٰ کے ۶ مارچ کے بیان کو ملاؤں کی ہدایات کے ماتحت شہر بھر میں نشر کیا گیا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو جو ہدایات موصول ہوئیں ان کے مطابق ۷ مارچ کو احمدیوں کے جان و مال پر حملہ کا اندیشہ تھا۔ صورت حال کے بارے میں فوج سے بات چیت کی گئی۔ جس نے دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلسوں اور جلوسوں کی ممانعت کا مشورہ دیا۔ لیکن ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے یہ تجویز نہ مانی۔ اور اس کی بجائے پولیس اور فوج کے مشترک گشتی دستوں کا انتظام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد شہر میں ایک احمدیوں کی دوکان کو لوٹنے کی کوشش کے سوا لاقانونیت کے اور کسی واقعہ کی اطلاع نہیں ملی۔

۷ مارچ کو شورش پسندوں کے ایک پُرجوش ہجوم نے موضع ننند پور میں ایک شخص محمد حسین کو یہ گمان کرتے ہوئے مار ڈالا۔ کہ وہ احمدی ہے تفتیش سے معلوم ہوا۔ کہ یہ قتل کسی دشمن کی چال کا نتیجہ ہے۔

۸ مارچ کو مقامی ایم۔ ایل۔ اے اصحاب کو مسجد شیرانوالہ باغ میں طلب کر کے ان سے استدعا کی گئی۔ کہ وہ ہدایات لینے کے لئے لاہور جائیں۔ ایم۔ ایل۔ اے اصحاب وزیراعلیٰ سے ملاقی ہوئے۔ مگر کوئی واضح اور قطعی ہدایات لے کر نہیں لوٹے۔

گوجرانوالہ میں ۵ مارچ کو فوج کی ایک کمپنی اور ۱۶ مارچ کو ایک بٹالین پہنچی۔ ۸ مارچ کو ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب تفصیلی کے دورے پر دیکھنے کے لئے آئے فوج آئی۔ تو اس کا خیر مقدم پاکستان فوج جس نے سیالکوٹ گولی چلانے سے انکار کر دیا۔ زندہ باد ——— پاکستانی فوج کے زندہ باد کے نعروں سے کیا گیا۔ شورش پسند ہمہ وقت یہ اعلان کر رہے تھے۔ کہ وہ جہاد یعنی کفر کے خلاف جنگ میں معروف ہیں۔ شہر میں کئی جگہ پوسٹر چسپاں تھے۔ جن میں پولیس اور فوج سے اپیل کی گئی تھی۔ کہ وہ گولی نہ چلائے بلکہ جہاد میں شامل ہو جائے۔

جبری ارتداد

اس ضلع میں کوٹلی ڈرجن بھرا احمدیوں کو اپنے عقیدے سے ارتداد پر مجبور کیا گیا۔

اس ضلع میں مسلم لیگ تحریک میں سرگرمی سے شریک تھی۔ گوجرانوالہ شہر کی مسلم لیگ نے تحریک ختم نبوت کی حمایت میں ایک قرارداد منظور کی۔ اور اس تنظیم کے سیکرٹری مسٹر منظور حسن نے یہ قرارداد لاہور میں صوبہ مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں پیش کرنے کے لئے بھیجی۔ ایسی ہی ایک قرارداد انہوں نے کل پاکستان مسلم لیگ کے اجلاس ڈھاکہ میں پیش کرنے کی کوشش بھی کی۔

احمدیوں کا ایک وفد ۷ مارچ کو سپرنٹنڈنٹ پولیس سے ملا۔ لیکن وہ ان کی مدد سے معذوری کا اظہار کرنے لگے۔ اور وجہ یہ بتائی کہ ایک روز قبل انہوں نے وزیراعلیٰ سے ہدایات طلب کی تھیں۔ مگر وہ کہنے لگے۔ چونکہ مرکز نے اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اس لئے وہ ہدایات نہیں دے سکتے

کمک پہنچنے پر غنڈوں کی گرفتاری اور بلا لائسنس اسلحہ کی تلاشی شروع ہوئی۔ مولوی عبدالواحد جو تحریک کی پشت پر تھے۔ اور حکیم عبدالرحمٰن ڈکٹیٹر علی الترتیب ۱۱ اور ۱۲ مارچ کو گرفتار کر لئے گئے۔ کچھ اور مولوی بھی آگے آئے اور انہیں بھی حراست میں لے لیا گیا۔ آخر کار فوج کی مدد سے مسجد شیرانوالہ باغ پر چھاپہ مارنے کا فیصلہ ہوا۔ اس فیصلہ پر عمل ہوا۔ تو مسجد شورش پسندوں سے خالی کرائی گئی۔ اور قاری عبدالکریم کے پاس سے مبلغ دس ہزار ایک سو روپیہ کی رقم لے لی گئی۔ جو شیخ آفتاب احمد۔ مرزا شریف بیگ۔ محمد دین ایم۔ اے۔ عزیز انصاری اور گوجرانوالہ مسلم لیگ کے بعض کونسلروں نے جمع کی تھی۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے غنڈوں کے دو مشہور سرغنوں صفدر علی اور نصیر دین عرف نصیر یا کو گرفتاری کے احکام جاری کر دیئے صفدر علی ضلع سے کھسک جانے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اسے جدید جھنگ سے گرفتار کر لیا گیا۔ نصیریا کچھ دیر گرفتاری سے کنی کتراتا رہا۔ لیکن انجام کار اس کا سراغ بھی مل گیا۔ اور اسے بھی گرفتار کر لیا گیا۔ ضلع گوجرانوالہ میں شورش کے باقی مرکز یہ تھے۔

(۱) کاموکے۔ احمدیوں اور حکومت کے خلاف لطیف احمد چشتی اور حافظ عبدالشکور کے زیر اہتمام مظاہرے ہوئے۔ اور جلوس نکلے فنڈ کے جس روپے پر قبضہ کیا گیا وہ مبلغ دس ہزار سات سو بہتر روپے بنتا تھا۔

(۲) وزیرآباد۔ تحریک کی مقامی تنظیم مولوی عبدالغفور ہزاروی اور کامریڈ عبدالکریم نے کی۔ ریلوے لائن پہ گیلی رکھ کر ایک ٹرین کو بھی روک لیا گیا۔ اور فنڈ کی مبلغ دو ہزار پانچ سو ساٹھ روپے کی رقم پر قبضہ کر لیا گیا۔

(۳) حافظ آباد۔ یہاں ابوالحسن محمد یحییٰ اور مولوی فضل الٰہی نے جذبات ابھارے

(۴) گکھڑ۔ یہاں ٹرینوں کو روکا گیا گکھڑ مسلم لیگ کے صدر محمد بشیر نے بعض کونسلروں سمیت اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔

(۵) نوشہرہ ورکاں۔ یہاں لیگ

پرانے کانگرسی فساد کے ذمہ دار تھے۔

(۷) سوھدرہ۔ یہاں اہلحدیث کے مولوی عبدالمجید کے زیر اہتمام پبلک جلسے منعقد ہوئے۔

راولپنڈی کی صورت حال

راولپنڈی میں فسادات کے آغاز سے قبل واقعات کی رفتار بالکل ویسی ہی رہی۔ جیسی دوسرے شہروں میں تھی۔ احرار نے احمدیوں اور ان کے مسلک کی مذمت کرنی شروع کی۔ اس کے جواب میں احمدیوں نے احرار کے ماضی کو کھنگالنا شروع کر دیا تھا۔ پاکستان سے متعلق ان کے خلوص کے بارے میں شبہات کا اور زیادہ تقویت ملے آل مسلم پارٹیز کنونشن کے بعد احرار، دوسرے مذہبی فرقوں واعظوں اور پیروں کا اشتراک عمل حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مساجد اینٹی احمدیہ تحریک کے پروپیگنڈے کا مرکز بن گئیں۔ اور خطبات جمعہ احمدی عقائد کی تنقیص و مذمت کے لئے وقف ہونے لگے۔ نومبر ۱۹۵۲ء میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے جو احرار کے دو سرکردہ نمائندے ہیں۔ لیاقت باغ میں جلسہ عام سے خطاب کیا جس کے بعد رضاکاروں کی بھرتی اور فنڈ جمع کرنے کی مہم بھی زور شور سے جاری ہو گئی۔

زیادہ جارحانہ انداز

۲۷ر فروری کو کراچی میں تحریک کے راہنماؤں اور حکومت پنجاب کے حکم سے مولانا غلام غوث خان کی گرفتاری کے بعد جلوس اور پبلک جلسے روز مرہ کا معمول بن گئے۔ لیاقت باغ میں پیرزادہ گولڑہ شریف کی صدارت میں جو جلسہ عام ہوا۔ اور غالباً سب سے بڑا جلسہ تھا وہ جو موجودہ نسل نے دیکھا۔ ۶ر مارچ کو جب سیالکوٹ اور لاہور کے واقعات کی مبالغہ آمیز خبروں کے بعد یہ اطلاع موصول ہوئی کہ حکومت پنجاب نے عوامی مطالبات مان لئے ہیں۔ اور ان کی منظوری کی خبر کراچی بھیجدی گئی ہے۔ تو صورتِ حال واقعی نازک ہو گئی۔ اس کا فوری نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ سمجھے حکومت نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اس کے بعد جلسوں کی نہ صرف تعداد میں اضافہ ہوا بلکہ ان کا انداز بھی اور زیادہ جارحانہ ہو گیا۔ اور انہیں ہائی جارحانہ منتشر کرنا پڑا۔

۷ر مارچ کو لیاقت باغ میں ایک اور جلسہ ہوا۔ جلسہ گاہ سے منتشر ہونے کے بعد ایک ہجوم مری روڈ پر سے ہوتا ہوا گیا جہاں اس نے ایک احمدیہ مسجد اور ایک احمدی کی کار کو آگ لگا دی بعد میں اس روز شام کے وقت لوٹ مار آتش زنی کے بعض اور واقعات بھی ظہور پذیر ہوئے۔ احمدیہ کرسچن کالج۔ نور آرٹ پریس اور ایک ڈیپارٹمنٹ کے جو شہر کے مختلف حصوں میں واقع ہیں۔ دروازے توڑ کر سامان کو لوٹنے یا دوسرے طریقوں سے برباد کرنے کی کوشش کی گئی۔ نور آرٹ پریس کے ایک غیر احمدی نوجوان ملازم کو جس کے احمدی ہونے کا گمان تھا چھرا گھونپ دیا گیا اور وہ زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسا۔ صورت حال چونکہ [illegible] کی طرح پھوٹ پڑنے والی ہو گئی تھی۔ اس لئے ۱۰ر مارچ کو فوج بلائی گئی۔ اس روز تھانہ گولڑہ اور تھانہ سنگ جانی کے علاقوں میں ٹیلیفون کی تاریں بھی کاٹ ڈالی گئیں۔ اس لئے قیام امن کی ضرورتوں کے لحاظ سے اہمیت رکھنے والے مقامات پر فوج متعین کر دی گئی۔

۸ر مارچ کو ایک تعداد اور پُر جوش ہجوم گورنمنٹ کالج راولپنڈی کے ایک کمیونسٹ طالب علم مسعود ملک اور مولوی عبدالقدوس لوچھی کی قیادت میں پولیس کوتوالی کے سامنے آکر خشت باری کرنے لگا۔ سٹی مجسٹریٹ نے پولیس کو گولی چلانے کا حکم دیا۔ جس سے ایک ہوائی ہلاک اور چھ زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلسوں جلوسوں پر پابندی کے احکام نافذ کر دیئے گئے۔ اور رات کے لئے کرفیو لگا دیا گیا۔ کرفیو کی خلاف ورزی پر ۴۹ افراد کو سزا دی گئی۔ پھر تحریک چلانے والے جامع مسجد میں پناہ گزین ہو گئے۔ جہاں سے دو رضاکاروں کو گرفتاری کے لئے بھیجا گیا۔ مجموعی طور پر ایک ہزار چھتیس رضاکاروں کو گرفتار کر کے ان پر دفعہ ۸ ۱۰ اتعزیرات پاکستان کے تحت مقدمے چلائے گئے۔ چھ سو افراد معافی مانگ کر رہا ہو گئے۔ باقی سب نے سزا پائی۔ (باقی)

خریدارانِ بدر کی توجہ کیلئے

بعض حضرات چندہ اخبار بدر محاسب صاحب قادیان یا محاسب ربوہ کے نام ارسال کر دیتے ہیں اس امر سے مختص ہو چکے ہیں کہ اب اخبار جاری ہو جائیگا یا اخبار جاری رہیگا۔ الامکر جس کی اطلاع نہیں ہوتی اسلئے تمام خریداران کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی قیمت اخبار محاسب کو ارسال کر کے منیجر بدر کو بذریعہ اطلاع ارسال کر دیا کریں اور رسید کے نمبر کا حوالہ دیں تا ہمیں جلد مکمل کاروائی کی جا سکے اور اپنے پتہ جات وخریداری نمبر خوشخط اور مکمل تحریر کیا کریں تا کسی قسم کی دقت پیدا نہ ہو سکے۔ منیجر بدر

شذرات

شدھی پنڈت نہرو جی کی نظر میں

دہلی۔ ۹ر اگست کو شدھی تحریک کا بھانڈہ پھوڑتے ہوئے پنڈت نہرو جی نے عیسائی مشنریوں کے سلسلہ میں ہندوستان کے بعض حصوں میں اختیار کئے گئے عمل کی سخت مذمت کی اور کہا کہ اس قسم کی باتوں کی سختی کے ساتھ حوصلہ شکنی کی جانی چاہیئے اور اسے تنگ نظری قرار دیا۔ جس سے کہ قوم پرستی کو دور کا بھی واسطہ نہیں۔ آپ نے کہا کہ ہر شخص کو اپنے عقیدہ کی تبلیغ کا حق حاصل ہے۔ شدھی کی تحریک کے متعلق کہا کہ یہ زیادہ تر سیاسی ہے۔ یہ ایک سیاسی شورش ہے جس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہمیں ہمیشہ اپنے ذہن میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ہندوستان کے اندر مذہبی اقلیتیں ہندوستان کے ساتھ ایسی ہی وابستگی رکھتی ہیں جیسے کہ دوسرے لوگ۔ اگر ہم نے ان کو ایسا نہ سمجھا تو ہم اپنے سیکولر اور جمہوری اصولوں کی خلاف ورزی کریں گے۔ اور اس سے ملک کمزور ہوگا۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ بڑے پیمانہ پر تبدیلیٔ مذہب کی کوشش میری سمجھ میں نہیں آتی ان کی بنیاد سیاسی حرکات پر ہے۔

(الجمعیۃ دہلی ۱۳ ۸/۵۴)

پنڈت جی نے بالکل سچ فرمایا۔ ہم بھی شدھی کو ایک سیاسی تحریک ہی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ایک آریہ لیڈر نے گذشتہ دنوں کہا کہ شدھی فرقہ وارانہ نہیں بلکہ قومی تحریک ہے۔ ہم ذیل میں بعض اور آریہ ذمہ وار احباب کے اقتباسات درج کرتے ہیں۔ جو اس پر پوری روشنی ڈالتے ہیں۔

پرتاپ ۹/۸/۵۴ میں لکھا ہے۔

"رشی دیانند کے پراد ربھاؤ سے پہلے آریہ دھرم کنوئیں کا مینڈک ہو کر رہ گیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رشی دیانند نے بتایا کہ وید منش کی میراث ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وید کا دھرم انسانیت کا دھرم ہے"

نیز لکھا ہے:۔

"میرے سلئے یہ باور کرنا مشکل ہے کہ بے حساب مسلمانوں کو ہندو بنا لیا گیا ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ان کا ہاضمہ اتنا زبردست ہے۔ وہ اکیلے دکیلے مسلمان کو تو ہضم نہیں کر سکتے ہزاروں مسلمانوں کو کیا کریں گے؟"

ہندو سبھا کی طرف سے ۱۸ر جولائی کو نئی دہلی میں ایک کیمپ کا افتتاح کیا گیا ہے۔ جس میں پرچار (تبلیغ) کے لئے تربیت دی جائے گی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب پرتاپ جالندھر لکھتے ہیں:۔

"البتہ ایک مشکل ہمارے رستہ میں ضرور ہے۔ اور وہ زبردست اور ناقابل امور ہے۔ عیسائی مشنریوں کے پاس بے انداز روپیہ ہے۔ ہمارے پاس اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ اپنی سرکار تو ہمیں کیا سہارا دے گی!

. . . .

بیانات بالا سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ

(۱) جب سے ہندو دھرم رائج ہے اسے تمام بنی نوع انسان کے لئے نہیں سمجھا جاتا تھا۔

(۲) اب تک بھی ہندو جاتی غیروں کو قبول کرنے اور اپنی قوم میں غیروں کو جذب کرنے پر آمادہ نہیں۔

(۳) ہندو سبھا اور آریہ جماعت کی خواہش ہے کہ سرکار ہند شدھی کے لئے مالی امداد کرے۔ اور گلہ کرتے ہیں کہ وہ کیوں مالی اعانت نہیں کرتی۔

کیا ان امور سے یہ واضح نہیں ہوتا۔ کہ شدھی کی تحریک محض سیاسی ہے۔ یہ مذہبی نہیں اور مذہبی جماعتوں کے لئے مذہب کی آڑ میں ایک سیاسی تحریک چلانا نہایت ہی نامناسب ہے۔ اور پنڈت نہرو جی کے بیان کے مطابق سیکولرازم کے منافی ہے۔

اسلام اور احمدیت

اور

دوسرے مذاہب کے متعلق سوال
جواب انگریزی میں کارڈ آنے پر

مفت

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

ہمالیہ کی چوٹی سر کرنیوالوں میں ایک احمدی ڈاکٹر کرنل عطاء اللہ

ہمالیہ کی چوٹی کو ڈمن آسٹن (۲ - K) کے سر کرنے کا سہرا جس ٹیم کے سر ہے کرنل محمد عطاء اللہ صاحب اس کے ماہر پاکستانی ممبر ہیں۔ جو کہ جماعت احمدیہ کے ایک فرد ہیں۔ آپ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک کیا۔ لاہور سے ایم بی بی ایس کر کے مزید تعلیم انگلستان حاصل کی۔ کئی مقامات پر سپرنٹنڈنٹ جیل ہے گزشتہ جنگ عظیم میں قابلیت کے باعث بیس فیلڈ ہسپتال کا کمانڈنگ افسر بنا کر ایران کے محاذ پر بھیج گیا۔ اور جب ایران میں خوراک کے مسئلہ نے نازک صورت اختیار کر لی۔ تو آپ کو ایرانی محکمہ خوراک کا انچارج بطور حکومت کے مشیر اور وزیر کے مقرر کیا گیا۔ آپ نے ملک کو قحط کے خطرہ سے بچا لیا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ ایک علاقہ میں ڈائرکٹر آف میڈیکل سروسز مقرر ہوئے۔ ایک احمدی کے متعلق ایسی خبر تمام جماعت کے لئے نہایت خوشکن ہے۔ احباب ان کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ ان کو اللہ تعالیٰ بلند اقبال کرے اور ان کی ہر ترقی ان کی سلسلہ سے مزید وابستگی کا موجب بنے۔ آمین۔

حضرت کرشنؑ کی آمد

از مکرم ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر بی۔ اے ربوہ

میں ہوں مدحت سرا کنہیا کا	بندۂ درگہ کریم کرشنؑ
یاد جب یہ تھا یہ آریہ ورت	منظر جلوۂ عمیم کرشنؑ
ہند کے باغ و راغ میں ہر سو	خوب جوبن پہ تھی شمیم کرشنؑ
ہند کے راجے اور ٹھاکر تھے	پاسبان در حریم کرشنؑ
اسکے زیر رہا تھا دشمن و دوست	سرخوشی بادۂ نعیم کرشنؑ
دوار کا تخت گہ تھا جب اُس کا	اور سدا ماں تھا اک ندیم کرشنؑ
حسب وعدہ وہ پھر سے آیا ہے	دیکھ لو پڑھ کے تم رقیم کرشنؑ
گیا دورِ خزاں بہار آئی	ہوئی رنگین قبا گلیم کرشنؑ
بن کے احمد وہ آیا بار دوم	ہوئی شامہ نوا شمیم کرشنؑ
اس کے آنے سے آگیا ست یگ	خوب واضح ہوئی سیم کرشنؑ
مجھ پہ مولا کا لطف خاص ہوا	میں بھی کہلا لیا ندیم کرشنؑ
مجھ کو اشارِ رنگا رنگ ملے	جب چکھا سفرۂ نعیم کرشنؑ
ملے مجھ کو وسیم اور سلیم!	پھر نسیم اور پھر شمیم کرشنؑ
پاک دل اور خوبصورت ہیں	یادگارِ رُخِ کریم کرشنؑ

نوٹ :- جماعت احمدیہ حضرت کرشنؑ کو آریہ ورت کا ایک نبی اور اوتار تسلیم کرتی ہے۔ اور ان کا احترام کرتی ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے بعض بچوں کے ناموں کا جزو کرشن ہے ماسٹر صاحب کے ایک پوتے کا نام بھی شمیم کرشن ہے۔ جنم اشٹمی کے قرب کی وجہ سے یہ نظم لکھی گئی ہے (ایڈیٹر)

[1] گیتا باب ۲ ست نواز سے مرقم ہے رشتہ جالی۔ (۳ شاعر کے پوتے ہیں)

ادائیگی چندہ جات کے بارے میں تلقین

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے۔ اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت اور خدا سے بھی صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اسکی راہ میں مال خرچ کریگا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے مال میں بھی دوسروں کی نسبت برکت دیجائیگی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کیلئے بعض حصہ مال کو چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائیگا" احباب جماعت پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق واجب ہے کہ چندہ جات کی ادائیگی میں سستی اور بیداری کا ثبوت دیں۔ کیونکہ نہ معلوم آئندہ کس کو حصول ثواب کی توفیق ملے یا نہیں۔ نیز آپ بھی خدا تعالیٰ کا حق اپنے اموال سے نکال کر اسکی ادائیگی کر دینی چاہیئے امید ہے احباب جماعت اس فریضہ کی ادائیگی پوری توجہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

تحریک جدید کے بقایا داران فوری توجہ فرمادیں

جیسا کہ احباب کو علم ہے تحریک جدید کا مالی سال ختم ہونے میں صرف ساڑھے تین ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اس وقت تک کل رقم وعدہ جات سے کم از کم ۳/۴ حصہ رقم وصول ہونی چاہیئے تھی۔ مگر بہت ہی افسوس کا مقام ہے کہ اس سال تحریک جدید کے چندہ کی وصولی بہت ہی کم یعنی ۱/۴ سے بھی کم وصولی ہو سکی ہے۔ علاوہ اس کے ایک کثیر حصہ بقایا سال گذشتہ کا قابل وصول ہے بعض احباب نے بڑی کوشش سے اپنے بقایا سالہا ئے گذشتہ ادا کیا ہے۔ مگر اکثر حصہ جماعت کا ایسا ہے جنہوں نے نہ بقایا گذشتہ اور نہ وعدہ سال حال ابھی تک ادا کیا ہے۔ دفتر کی طرف سے دوران سال میں اخبار کے ذریعہ سیکرٹری صاحبان مال کے ذریعہ اور انفرادی طور پر یاد دہانیاں بھجوائی جاتی رہیں۔ چنانچہ جون کے آخر میں سب بقایا داران احباب کو ان کا حساب ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ بھیجا گیا۔ لیکن وصولی چندہ کی رفتار میں کوئی خاص فرق نہیں آیا۔ اب حالت یہ ہے سال ختم ہونے میں صرف ایک چوتھائی باقی ہے اور چندہ نصف بھی کم وصول ہوا ہے۔ بموجب اعلان ہذا سب بقایا دار احباب کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے کئے گئے وعدہ کو جلد از جلد ادا کر کے سرخرو ہوں۔ ممالک بیرون کی تبلیغ اسی چندہ سے وابستہ ہے۔ اور آپ دوستوں کا اس چندہ میں سستی کرنے کا نتیجہ نہایت ہی خطرناک ثابت ہوگا۔ حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اس چندہ کی اہمیت کو انیس سال کے عرصہ نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرما چکے ہیں۔ اور وعدہ کر کے ادائیگی کے متعلق بھی حضور نے متعدد مرتبہ احباب جماعت کو توجہ دلائی ہے۔

سیکرٹریان مال کو خاص طور پر وصولی چندہ کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر فوری طور پر اس طرف توجہ نہ دی گئی۔ تو ایک کثیر حصہ رقم بغیر وصولی کے رہ جائے گی۔ جس کے بقایا کا اثر اگلے سال کے وعدہ جات پر یقیناً پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کام کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔

خاکسار وکیل المال تحریک جدید قادیان

حبوب اٹھرا

مرض اٹھرا۔۔۔ یعنی حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچپن میں بچے فوت ہو جاتے ہوں

بے نظیر علاج

قیمت مکمل کورس ۹ ماہ کے لئے۔۔ ۹ گولیاں ۱۹/ روپے قیمت فی شیشی ۵ گولیاں ۳/ روپے

دوائی فضل الٰہی

پہلے مہینے سے شروع کر دینے سے لڑکا ---- پیدا ہوگا

قریباً بے خطا ہے اور بارہا تجربہ میں آچکی ہے

قیمت مکمل کورس ۹ ماہ ۱۶/ روپے

سرمہ نمبر ا خاص

آنکھوں کی خارش، سرخی، پانی کا بہنا، گکرے، دھند کمزوری نظر کا بہترین علاج۔ روزانہ رات کو سوتے وقت لگائیں۔ قیمت فی تولہ ۲ روپے تین ماشہ ۱۵ ر چھ ماشہ ۱/

حب جند

ہسٹریا اعصابی کمزوری مالیخولیا ذہنی تھکن نیند کے اُڑ جانے دل پر خوف طاری رہنے کا

بے نظیر علاج

یہ دوا خود اپنی تعریف آپ کروائے گی۔

قیمت مکمل کورس ۲۵ روپے

حب مروارید عنبری

دماغ کو شگفتہ کرنے دل کو تقویت دینے اور اعصاب کو مضبوط بنانے والی سینکڑوں سال کی مجرب دوا جس نے اطباء۔ ڈاکٹروں، رئوسا اور بڑی بڑی ہستیوں کو گرویدہ بنا لیا۔ دل کی تقویت کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دوائی نہیں ہے۔

قیمت مکمل کورس ۱۶ روپے

نوٹ :- ڈاک خرچ بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ:- دواخانہ خدمت خلق قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب

مختصر اور ضروری خبریں

۱۵ راگست ۔ ڈلہوزی ۔ وزیر اعظم ہندوستان مسٹر نہرو نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہمارا کسی ملک کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں۔ اور امریکہ اور روس کے ساتھ ہمارے تعلقات دوستانہ ہیں۔ آپ نے کہا ہندوستان کسی دوسرے ملک کے امور میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا۔ ہندوستان ملک کی تقسیم کو منظور کر چکا ہے۔ اور اب اس فیصلہ کو ناقابل تنسیخ سمجھتا ہے۔

پیرس ۔ نیو چائنا نیوز ایجنسی کی اطلاع کے مطابق دریائے یانگسی کی پانی کی سطح ۴۳ ء ۳۹ میٹر تک پہنچ گئی ہے۔ دریا کے کئی بند ٹوٹ گئے ہیں۔

ڈھاکہ ۔ ڈھاکہ اور نرائن گنج کے شہروں میں اکثر حصے زیر آب ہیں۔ اور ڈھاکہ شہر کے بازاروں میں کشتیاں چل رہی ہیں۔ مسٹر فضل الحق کے بنگلہ میں دو فٹ پانی کھڑا ہے پینے کے پانی کی سخت قلت ہے پٹ سن کے کارخانوں میں کام بند ہو گیا ہے۔

۶ راگست ۔ بلہ دانی ۔ کے فسادات کی سرکاری رپورٹ کے مطابق مسلمانوں پر بلاوجہ ظلم کیا گیا اور بیشتر مسلمانوں کو ہی گرفتار کیا گیا۔ اس فساد میں ۸ مسلمان زخمی ہوئے سکھوں میں سے کوئی زخمی نہیں ہوا۔ ۱۵ گرفتاریاں عمل میں آئی جن میں سے ۱۰ مسلمان ہیں۔

۱۱ راگست ۔ جے پور ۔ گذشتہ سات ماہ میں راجستھان میں مویشیوں میں ایک پراسرار بیماری پھیل گئی ہے۔ پانچ ہزار مویشی اس بیماری سے مر چکے ہیں۔ گدھوں اور بکروں پر اس بیماری کا اثر نہیں ہوا۔

بھوپال ۔ بھوپال سٹیٹ اردو کنونشن کے اجلاس میں بھوپال کے سابق سیشن جج مسٹر سید عبد الکریم نے کہا کہ اردو کے پھلتے پھولتے پودے کو زخمی کیا جا رہا ہے جس کا نتیجہ کسی دن اس کے خاتمہ کی صورت میں نکلے گا۔ ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اردو کو علاقائی زبان قرار دیا جائے۔

دہلی ۔ عیسائی مشنریوں کے خلاف جارحانہ سرگرمیوں کی صدر کانگریس پنڈت نہرو نے سخت مذمت کی ہے۔ آپ نے کانگریس کمیٹیوں کے صدروں کے نام سرکلر میں لکھا ہے کہ اس قسم کی کارروائیوں کی ہمت شکنی کی جانی چاہیئے۔ آپ نے کہا ہر شخص کو اپنے عقیدہ کی تبلیغ کا حق حاصل ہے۔ آپ نے ہندو راشٹر کے ذکر کو از منہ وسطیٰ کا تخیل قرار دیا۔ اور فرقہ پرستوں کو سخت جھاڑ پلائی ہے۔

پٹنہ ۔ دریائے گنڈک کے سیلاب میں نارتھ ایسٹرن ریلوے کا ایک حصہ بہہ گیا ہے ایک پل بھی ٹوٹ گیا۔ مظفر پور اور سمستی پور کے درمیان ٹرینوں کی آمد و رفت بند ہو گئی ہے۔ سیلابوں سے چھ لاکھ اشخاص کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ چارے کی قلت کے باعث مویشی بھوکوں مر رہے ہیں۔

لکھنؤ ۔ پیلی بھیت کے فرقہ وارانہ فسادات کے متعلق مقامی کانگریس نے صوبہ کانگریس کو رپورٹ بھجواتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ فسادات حکام ضلع کی غفلت سے ہوا۔ اور سکھ لڑکی کے اغوا کی خبر بالکل بے بنیاد تھی۔

متھرا ۔ بعض جماعتوں کے گائے کشی کے خلاف ستیہ گرہ کرنے کے پروگرام سے خائف ہو کر کئی مسلمان متھرا سے باہر جا رہے ہیں۔ اور نمائندہ مسلمانوں کے اس اعلان کے باوجود کہ متھرا شہر میں گائے کشی ۱۹۴۶ء سے عملاً بند ہے۔ اور اب مذبح بھی بند کر دیا جائے گا رام رجیہ پریشد اور جن سنگھ نے ستیہ گرہ کا پروگرام ملتوی نہیں کیا۔

گنپت گنج ۔ دریائے کوسی میں شدید طغیانی کے باعث شمالی بہار کے تمام علاقے زیر آب ہیں اور دو ہزار اشخاص لاپتہ ہو چکے ہیں۔

مکہ معظمہ ۔ مصر کے وزیر اعظم کرنل جمال عبد الناصر نے پاکستان کا دورہ کرنے کے لئے وزیر اعظم پاکستان کی دعوت منظور کر لی ہے۔ دونوں وزرائے اعظم نے ۴۵ منٹ تک ملاقات کی۔ گورنر جنرل پاکستان نے بھی شاہ سعود اور وزیر اعظم مصر سے طویل ملاقاتیں کیں۔ اس دفعہ دنیا بھر کے ایک لاکھ اٹھارہ ہزار اشخاص نے حج کیا۔

لکھنؤ ۔ وزیر تعمیرات مسٹر نندا نے پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ حکومت ہند نے حکومت یوپی کی یہ تجویز منظور کر لی ہے کہ دوسرے پانچ سالہ پلان میں یوپی کی شاہراہوں پر تین کروڑ ۳۸ لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔

نئی دہلی ۔ نقل و حمل اور ریلوں کے وزیر مسٹر لال بہادر شاستری نے آل انڈیا ریڈیو سے قوم کے نام پیغام میں کہا کہ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۳ء تک کے درمیانی عرصہ میں ۲۶۷ نئی ریل گاڑیاں چلائی گئیں۔ چار ارب کی ریلوں کے لئے مخصوص رقم میں سے قریباً دو ارب خرچ ہو چکا ہے۔

۱۲ راگست ۔ تری وینڈرم ۔ کل یہاں تامل عوام نے یوم نجات منایا۔ مظاہرین نے مطالبہ کیا کہ ریاست ٹراونکور کوچین کے اس علاقہ کو جس میں تامل باشندے ہیں مدراس میں ملا دیا جائے۔ ہڑتالیوں نے ٹیلیگراف اور ٹیلیفون کے تار کاٹ دیئے

کاسا بلانکا ۔ مراکش کی بندرگاہ لیوتے میں شدید فسادات کے بعد محاصرے کی سی حالت کا اعلان کر دیا گیا۔ بندرگاہ لیوتے کے عرب محلوں میں دن رات کا کرفیو لگا دیا گیا ہے۔

قاہرہ ۔ عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی توجہ مراکش کے نازک حالات کی طرف مبذول کرائی ہے۔ اور مراکش فرانسیسیوں کے مظالم کو روکنے کی اپیل کی ہے۔

گوہاٹی ۔ برہم پترا اور اس کی معاون ندیوں میں طغیانی کے باعث آسام کے بڑے علاقہ کی زمینوں اور بستیوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے سیلاب زدہ لوگ مشکلات میں ہیں۔ گوہاٹی کے علاقہ میں ایک ہزار مربع میل علاقہ زیر آب ہے۔

کراچی ۔ روس کے مشورہ سے افغانستان نے اپنے ملک سے یورپین اور امریکی ماہرین کان کنی کے معاہدہ کے ماتحت آئے تھے۔ روس نے حال ہی میں افغانستان کو ۲۰ کروڑ ڈالر امداد کی پیشکش کی تھی۔

لکھنؤ ۔ نرائنی ندی میں زبردست سیلاب کی وجہ سے یوپی کے مشرقی اضلاع کے دو سو دیہات میں پانی پھیل گیا ہے نشیبی علاقوں میں تمام راستے مسدود ہیں۔ اور ریلوں کی آمد و رفت بند ہے۔

کلکتہ ۔ وزیر تعمیرات مغربی بنگال نے سیلاب زدہ علاقوں کے دورہ کے بعد ایک بیان میں کہا کہ ضلع جلپائی گوری میں پچاس ہزار اشخاص بے گھر ہو گئے ہیں اور ایک سو مربع میل علاقہ چند سال کے لئے ناقابل کاشت ہو گیا ہے۔

پیلی بھیت ۔ پیلی بھیت کے فسادات کی تفاصیل سے معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے سخت غفلت سے کام لیا اور غیر جانبدارانہ کارروائی نہ کی۔ اور پولیس کی موجودگی میں مسلمانوں کی دکانیں جلا دی گئیں۔

تہران ۔ ایران کا آٹھ بین الاقوامی کمپنیوں کے ساتھ جو سمجھوتہ ہوا تھا اس کا باقاعدہ سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے مطابق اب بہت جلد دنیا کی منڈیوں میں ایرانی تیل آ جائے گا۔ یہ سمجھوتہ ۲۵ سال کے لئے ہے۔ مگر اس میں ۴۰ سال کی توسیع ہو سکتی ہے۔

۱۴ راگست ۔ بلگام ۔ گوا کی آزادی اور اس کے بھارت سے الحاق کے لئے کل ستیہ گرہ شروع ہو گیا۔ بندرگاہ گوا اور پنجم میں گھبراہٹ پھیل گئی۔ اور تمام غیر ملکیوں کو پولیس چوکیوں میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔ اور گرفتار شدہ رضاکاروں کو پنجم میں منتقل کر دیا گیا۔ دو قلعوں اور ایک گاؤں کو والنٹیروں سے آزاد کرا لیا۔

رنگون ۔ پاکستان کے یوم آزادی کا افتتاح کرتے ہوئے برما کے وزیر اعظم یو نو نے تمام فرقوں سے اپیل کی کہ وہ مذہبی رواداری اختیار کریں۔ اور کہا کہ برما میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں۔ اگر لوگوں نے ایک دوسرے کے مذہبی معاملات میں مداخلت کی تو جھگڑا پڑ ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت برما قرآن کے عربی سے برمی میں ترجمہ کے لئے امداد دے رہی ہے۔ حاجیوں کو بھی حکومت برما امداد دیتی ہے۔

سکندر آباد ۔ نظام آباد میں یوم آزادی پر بیس دکانیں جلا دی گئیں۔ ایک ہوٹل کو بھی آگ لگا دی گئی۔ آتش زنی اور لوٹ سے بھاری مالی نقصان ہوا۔ پولیس کی لاٹھی چارج سے ایک سو اشخاص مجروح ہوئے جن میں سے ستر شدید مجروح ہوئے۔

کھٹمنڈو ۔ سیلاب میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد چھ صد تک پہنچ گئی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں